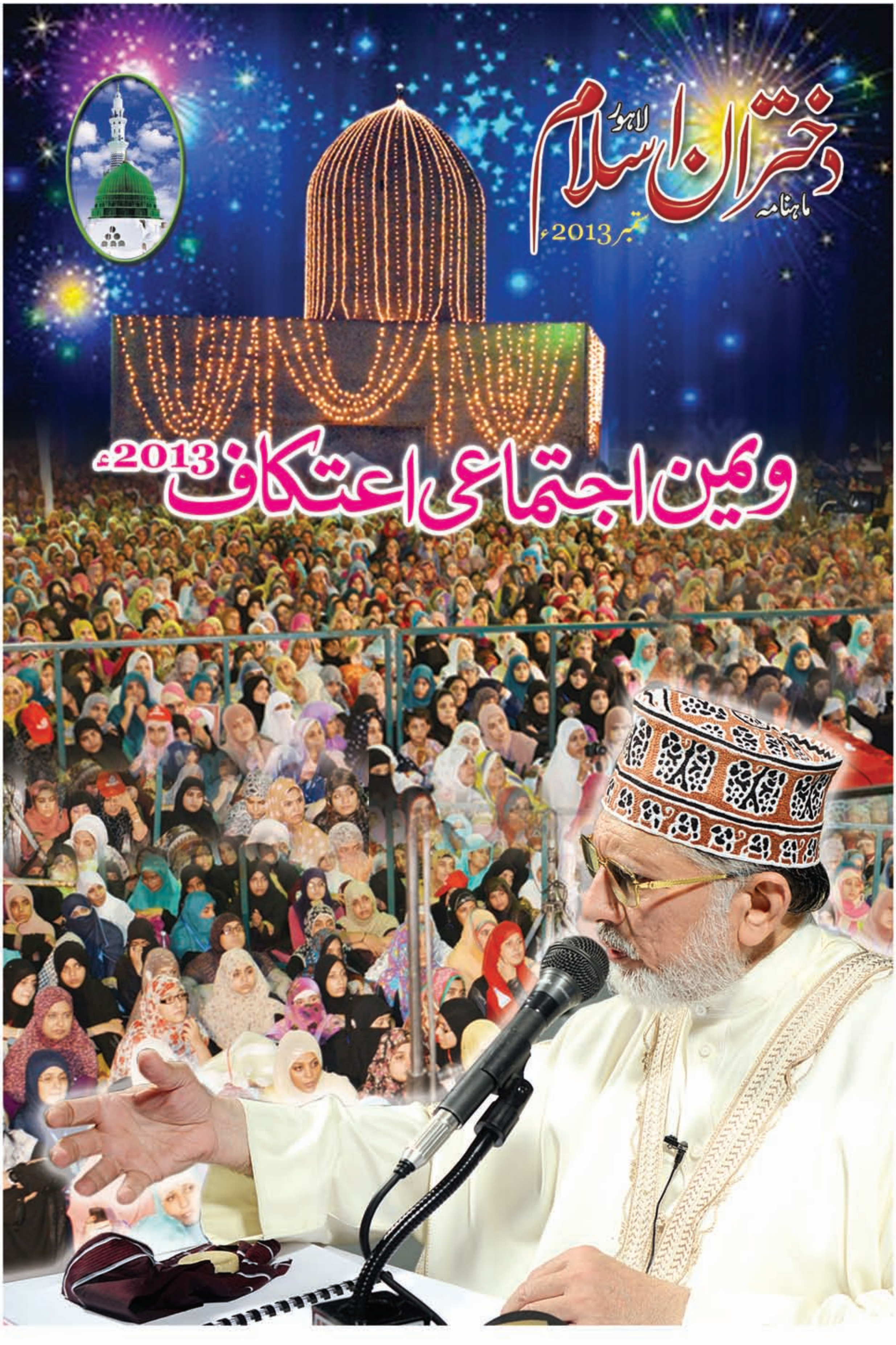
ماہنامہ
دختران اسلام
لاہور
ستمبر 2013ء
ویمن اجتماعی اعتکاف 2013ء

﴿فرمان الٰہی﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْم بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ج فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ.

(الصف،٦١:١٤)

”اے ایمان والو! تم اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم (علیہا السلام) نے (اپنے) حواریوں سے کہا تھا: اللہ کی (راہ کی) طرف میرے مددگار کون ہیں، حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ پس بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور دوسرا گروہ کافر ہوگیا۔ سو ہم نے اُن لوگوں کی جو ایمان لے آئے تھے اُن کے دشمنوں پر مدد فرمائی پس وہ غالب ہوگئے“۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

﴿فرمان نبوی ﷺ﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتَّى تَحَابُّوْا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ.

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہوگے جب تک تم ایمان نہ لاؤ، اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس پر تم عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ (اور وہ عمل یہ ہے کہ) اپنے درمیان سلام کو پھیلایا کرو (یعنی کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کیا کرو)۔“

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص:۸۱۳)

حمد باری تعالیٰ

جب بڑھائے قدم میں نے سوئے حرم
ہوگئے دور سب راہ کے پیچ و خم

سامنے ہے نگاہوں کے باب حرم
آج جی بھر کے رولے میری چشم نم

دیکھ کر جلوہ کعبہ محترم
ریزہ ریزہ ہیں وہم و گمان کے صنم

کیوں نہ ہوں اس کی عظمت پہ قربان ہم
گھر یہی ہے خدا کا خدا کی قسم

کیوں نہ ہو ناز آج اپنی تقدیر پر
اک گناہگار پر رب کا اتنا کرم

کوئی تفریق ہی نیک و بد میں نہیں
سب پر یکساں برستا ہے ابر کرم

دل میں اعجاز ہے اور بھی اک طلب
چل کر دیکھیں دیار شفیعِ امم

(اعجاز رحمانی)

نعت رسول مقبول ﷺ

خیرہ نظر ہو دیکھے جو اُس ماہتابؐ کو
اللہ جانے شانِ رسالت مآبؐ کو

اے رحمتِ تمام کرم کا سوال ہے
سونپے ہیں اختیار خدا نے جنابؐ کو

مجھ کو یقین ہے ترے لطفِ عمیم پر
میں جانتا نہیں ہوں گناہ و ثواب کو

تارِ نفس نہ ٹوٹے اسی انتظار میں
میرے کریم اب تو اٹھا دو حجاب کو

واقف نہیں ہوں مسجد و مکتب کے علم سے
پڑھتا ہوں روز وشب ترے رخ کی کتاب کو

حق نے کہا غلام ہے میرے حبیبؐ کا
چھوڑو فرشتو اس کے حساب و کتاب کو

میری نظر میں ذرّے ہیں اُس رہگوار کے
کیسے نظر میں لاؤں کسی آفتاب کو

قسمت جو یاوری کرے بن جاؤں گردِ راہ
پھر قطبؔ چومتا چلوں اُن کی رِکاب کو

(خواجہ غلام قطب الدین فریدی)

ہم غلطی پر تھے۔۔۔!

مہنگائی، لاقانونیت، دہشت گردی، ٹارگٹ کلنگ، اغواء برائے تاوان اور بے روزگاری سمیت درجنوں بڑی علتوں کے شکار عوام نے مئی 2013ء میں ہونے والے انتخابات سے امید کی جو ڈور باندھ رکھی تھی وہ بدترین دھاندلی کے ایک جھٹکے سے ہی ٹوٹ چکی ہے۔تبدیلی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا اور دیکھنے والوں کو KPK تک اس طرح محدود کردیا گیا ہے کہ صوبائی حکومت ان کے لئے پاؤں کی زنجیر بن چکی ہے۔ ایک صوبے کی حکومت تحریک انصاف کو دے کر انہیں مرکز میں فرینڈلی بننے کی طرف کامیابی سے دھکیل دیا گیا ہے۔ زرداری ایوان صدر سے ''میثاق جمہوریت 2'' کر کے رخصت ہوگئے اور جاتے ہوئے وزیراعظم کو یہ مژدہ بھی سنا گئے کہ ''5 سال ہمیں موج کرانے والو تم بھی موج کرو ہم سیاست نئے انتخابات کے اعلان تک موخر کرتے ہیں''۔ اپنے تئیں انہوں نے بھی اقرار کرلیا کہ اس وقت ریاست بچانا ضروری ہے سیاست کرنے کا وقت نہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ریاست بچانے والوں کے رنگ ڈھنگ اور ہوا کرتے ہیں، موجودحکومت تو انہیں رویوں کا تسلسل ہے جن کی پیپلز پارٹی اسیر رہی ہے۔سابق صدر کی طرف سے فرینڈلی اپوزیشن کا واضح اعلان یہ عقدہ بھی کھول گیا کہ زرداری کا استثنیٰ ایوان صدر سے رخصت ہوکر بھی عملاً برقرار رہے گا، البتہ عوام کو بہلانے کے لئے شائد سنار کی ٹک ٹک کبھی کبھار سنائی دیتی رہے۔حقیقت میں رائے ونڈ اور سرے محلات والوں کا ایکا اشرافیہ کو بچانے کا تسلسل ہے اور یہ جاری رہے گا تبدیلی اس طبقے کی نہ پہلے ضرورت تھی اور نہ آئندہ کبھی ہوگی۔موجودہ نظام انتخاب کے اندر جدوجہد کی ضد پر قائم انصاف کی ہزار تحریکیں جمع ہوجائیں تو کبھی بھی عوام کو حقوق نہ دلاسکیں گی۔

سیاست بُری چیز نہیں بلکہ شیوہ پیغمبری ہے مگر ریاست بچانے کے لئے ایسی سیاست سے تائب ہونا ضروری ہے جس نے 19 کروڑ عوام کے حقوق کو سیاستدانوں کی مٹھی کا قیدی بنا رکھا ہے۔موروثی سیاست کے سفری تسلسل میں اعلیٰ جمہوری قدریں ہزاروں کلومیٹر پیچھے کسی کھائی میں پڑی ہیں انہیں دفن کرنے کا احساس بھی دلوں کی وادیوں سے دھواں بن کر اڑ چکا ہے۔ ریاست بچانے کے لئے پچھلے سال کے اواخر میں جوآواز بڑی شدومد کے ساتھ پورے ملک میں گونجی اور تقریباً ہرکان سے ٹکرائی اس کا سلوگن تھا ''سیاست نہیں ریاست بچاؤ''۔

مینار پاکستان نے اپنے دامن سے ابھرنے والی اس صدا کو کئی سالوں بعد سنا تو تشکر کے نہ دکھائی دینے والے آنسو دھند کی شکل میں ملینز کے اجتماع پر چھاگئے۔ایسا عوامی اجتماع تخلیق پاکستان کے بعد سوہنی دھرتی کے باسیوں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔تبدیلی کی آواز اس قوت سے ابھری کہ مقتدران کے ایوانوں میں بھونچال

آ گیا۔ ایوان صدر، وزیراعظم ہاؤس، کابینہ کے وزراء تو حواس باختہ ہوئے ہی رائے ونڈ میں بھی خوفزدہ سیاستدانوں کا اکٹھ ہوگیا۔ داڑھی والوں نے بھی اس ہجوم میں پناہ لینے میں عافیت سمجھی۔ سب کو بپھرے ہوئے عوامی طوفان میں اپنے ڈوبنے کا منظر واضح دکھائی دینے لگا تھا۔ ٹی وی چینلو کے ٹاک شوز اور اخبارات کے ادارتی صفحات نے ریاست بچانے اور کرپٹ سیاست کو دفن کرنے کے نعرہ مستانہ کو عیارانہ سازش کے ساتھ بتدریج دھندلانا شروع کردیا۔ مرکز اور پنجاب کی حکومتوں نے ایکا کرکے لانگ مارچ کے شرکاء سے ٹرانسپورٹ بھی چھینی اور خودکش حملوں کے حوالے سے حکومتی تصدیق کا خوف بھی عام کیا مگر اس کے باوجود ڈی چوک کئی ریکارڈز کا گواہ بنا۔ ہڈیوں کا گودا سرد کرنے والی ہوائیں اور موسلا دھار بارش انقلابیوں کو ایک انچ ادھر ادھر نہ کرسکی۔ اپنے مقصد سے اتنا اخلاص پاکستانی سیاست میں پہلی دفعہ دیکھنے کو ملا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ڈی چوک سے اٹھنے والا شعور تازہ ہوا بن کر پوری دنیا میں پھیل رہا ہے۔ 11 مئی کی شام کے بعد پورے ملک میں ایک جملے کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے کہ ”ڈاکٹر طاہرالقادری ٹھیک کہتے تھے“ اسے اس طرح بھی پڑھا جائے تو کوئی عیب نہیں کہ ”ہم غلطی پر تھے اور تبدیلی کا سنہری موقع اپنے ہاتھوں گنوا بیٹھے“۔

مسلمہ حقیقت ہے کہ انقلاب لانے کا مصمم ارادہ رکھنے والے کبھی بھی ہمت نہیں ہارتے پاکستان عوامی تحریک کے قائد ڈاکٹر طاہرالقادری نے 23 دسمبر کے تاریخ ساز جلسے سے 11 مئی 2013ء کے منفرد دھرنوں تک کی ساری جدوجہد کو انقلاب کے سفر میں اذان سے تعبیر کرکے پاکستانی سیاست کے قابضین کے کانوں میں پھر سیسہ بھر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ”اقامت کے مرحلے تک مؤذن خاموش رہتا ہے۔ ایک کروڑ نمازی کے جمع ہونے تک اقامت کا انتظار کرنا ہوگا۔ جماعت کھڑی ہوگی اور ایک ہی بار ہوگی جس کے نتیجہ میں تمام شیاطین بھاگ جائیں گے“۔

رواں ماہ سے پورے ملک اور بیرونی دنیا میں آباد پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے وابستگان نے ایک کروڑ نمازی اکٹھا کرنے کی جدوجہد کا آغاز کردیا ہے۔ موجودہ حکومت کے لئے ڈاکٹر طاہرالقادری کا اعلان یقیناً اہمیت کا حامل ہے۔ اسے عوامی مسائل کے حل کے لئے دن کے 24 گھنٹوں کو کم سے کم 10 سے ضرب دینا ہوگی، تیز بہت تیز بھاگنا ہوگا۔ اگلے ایک سے ڈیڑھ سال کی حکومتی کارکردگی اور ڈاکٹر طاہرالقادری کے انقلابیوں کی تعداد کا ایک کروڑ ہونا دونوں پاکستان کے مستقبل پر دور رس اثرات مرتب کرے گا۔ محسوس ہورہا ہے کہ پاکستان کی دھرتی پر انقلابیوں کی جماعت ہونے میں کوئی زیادہ وقت نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی فیملی کے ساتھ پروگرام

"ہم جیو جاگو پاکستان" کیلئے خصوصی فیملی انٹرویو

گزشتہ سے پیوستہ

انٹرویو: ڈاکٹر شائستہ واحدی

ترتیب و تدوین: صاحبزادہ محمد حسین آزاد // معاونت: ملکہ صبا

شائستہ: اپنے بچوں کی اچھی تربیت کے لئے وہ کون کون سی چیزیں ہیں جو ماں باپ کو دھیان میں رکھنا چاہئیں۔ ڈاکٹر صاحب کے Experience کے ساتھ ساتھ اس بات کو ان کی فیملی کے ساتھ بھی Share کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب کے دونوں بیٹوں سے بات کرتے ہیں جو Ph.D ہولڈر ہیں۔

شائستہ: آپ کو شیخ الاسلام کے بیٹے ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ کی اپنی اولاد بھی ہے۔ کیا آپ ان کا نام رکھنے میں ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کرتے ہیں یا اپنی خواہشات ہوتی ہیں؟

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری: ہمارے ہاں جو بھی بیٹے بیٹیاں ہوں جیسے بڑے بھائی کے بچے ہوئے یا بڑی بہن کے اور میری بیٹی ہے ان کا نام رکھنے میں قبلہ ابو جی سے Request کرتے ہیں اور وہی نام رکھتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے خوش نصیبی بھی ہوتی ہے اور ہماری خواہش بھی ہوتی ہے۔

شائستہ: ڈاکٹر حسن محی الدین صاحب آپ یہ بتائیں کہ ہم نے جتنی آپ کے بابا سے باتیں کیں تو یہی لگا کہ بطور بیٹے یہ بہت فرمانبردار اور اپنے ماں باپ سے عشق کرنے والے ہیں لیکن یہ خود بطور باپ کیسے ہیں؟

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری: قبلہ والد صاحب کی شخصیت کو ایک لفظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا اور بطور والد محترم ان کی شخصیت میں ہزار خوبیاں بھی کم ہوں گی۔ ہم ان کو بطور والد محترم ہی نہیں بطور شیخ، بطور مربی اور بطور معلم بھی دیکھتے ہیں اور ان سے سیکھتے بھی ہیں اور ایسے جمہوری Atmosphere میں ہم سیکھنے کے ساتھ Friendly بھی رہتے ہیں اور تربیت بھی ہوتی ہے اور ان کی نگاہوں میں رہ کر ہم آگے Develop بھی کررہے ہیں۔

شائستہ: فضہ باجی آپ یہ بتائیں کہ جب آپ اس فیملی کا حصہ بنیں اور ڈاکٹر حسین بھائی کی لائف میں آئیں تو آپ کو معلوم تھا کہ ایسے گھرانے میں جارہی ہیں جو اتنا علمی، ادبی اور صوفیانہ ہے۔ یہاں سے رشتہ

آپ کے گھر آیا۔ اس وقت کیا احساس تھا؟

فضہ حسین: اس کو بیان کرنا مشکل ہے لیکن ہم بچپن سے ہی منہاج القرآن کے لائف ممبر ہیں اور قبلہ ابو جی سے ایک رشتہ ہمارے قائد کا تھا اور ہے۔ شادی کے بعد بھی وہی رشتہ رہا۔ جب سے شادی ہوئی ہے یہاں سسرال والی بات بالکل نہیں ہے۔ ہم ان کو ابو جی ہی کہتے ہیں اور ہمیں کبھی ایسا ایک لمحہ بھی محسوس نہ ہوا کہ یہ Father in Law ہیں اور ہم سسرال میں ہیں۔

شائستہ: آپ سے پوچھنا چاہوں گی کہ آپ اب بھی پڑھ رہی ہیں۔ بیگم صاحبہ نے Master شادی کے بعد کیا۔ پھر دو بیٹیاں جو شادی شدہ ہیں وہ بھی پڑھ رہی ہیں۔ تعلیم حاصل کرنے کی Libertyاور اجازت بیٹیوں اور بہوؤں کو دینا ایسی فیملی تو بہت اچھی فیملی ہوتی ہے کہ جو پڑھنا چاہیں پڑھیں اور جو کرنا چاہیں کریں۔ آپ اس بارے میں کیا کہیں گی؟

فضہ حسین: آپ نے بہت دینی گھرانے دیکھے ہوں گے وہاں شادی کے بعد بہوؤں کے ساتھ بیٹیوں جیسا رویہ رکھنا بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے لیکن خاص طور پر تعلیم کے حوالے سے قبلہ ابو جی نے ہمیں بیٹیوں کی طرح رکھا ہے جیسے غزالہ باجی جو بڑی بہو ہیں وہ پڑھ رہی ہیں میں بھی پڑھ رہی ہوں اور جو ہم Subject رکھنا چاہیں آزادی سے رکھ سکتی ہیں جیسے خدیجہ باجی جو ابو جان کی چھوٹی بیٹی ہیں ان کا Subject سوشیالوجی ہے۔ میرا اسلامک سٹڈیز ہے، غزالہ باجی کا Law ہے۔ اس طرح ہمیں اجازت حاصل ہے۔

شائستہ: ظاہر ہے شیخ الاسلام کی حیثیت، درجہ اور مرتبہ بہت بلند ہے لیکن فیملی کے Eventsمیں یا یہاں گھر میں باپ بھی ہیں۔ گھر کے بڑے بھی ہیں۔ کیا شیخ الاسلام گھر کے سارے لوگوں کے ساتھ اسی طرح مکس ہوجاتے ہیں یا پھر تھوڑا سا علیحدہ بھی رہتے ہیں۔ کیسا ماحول ہوتا ہے؟

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری: یہ بات جو آپ نے کہی روٹین میں تو شاید ایسا ہوتا ہوگا لیکن یہاں ہمارے گھر کا دستور یہ ہے جو ہم نے پہلے دن سے دیکھا ہے کہ قبلہ ابو جی کا ہمارے ساتھ شروع سے Democratic Relation رہا ہے۔ ایک چھوٹے سے بچے کو بھی مشاورت میں شامل کرتے ہیں۔ جیسے میرا بیٹا احمد ہے وہ کوئی سوال کرے تو Detail سے Answer دیتے ہیں جو ایک Normal آدمی کو دیا جاتا ہے تاکہ وہ بھی سیکھے اور Understand کرے۔ ہم نے بھی جو Atmosphere شروع سے پایا اس میں ہم بھی اسی طرح مشاورت میں شریک ہوتے اور Discuss کرتے۔ ہم فری ضرور تھے لیکن ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے۔ ہمارے ساتھ انہوں نے Cricket بھی کھیلی، فٹ بال بھی کھیلا، مختلف گیمز کھیلتے اور

چھوٹے بیٹے احمد اور حماد کے ساتھ اب بھی کھیلتے ہیں اور ان کی Interest کا بھی پتہ ہے مثلاً Shopping کرنا ہوتو پتہ ہوتا ہے کہ حماد کو یہ پسند ہے۔ احمد کو یہ پسند ہے۔ باسمہ باجی کو یہ پسند ہے۔ اس طرح ہم ہر طرح کے Issues گھر میں ڈسکس کرتے ہیں۔

شائستہ: آپ کے کچھ فیملی ممبران کینیڈا میں بھی ہیں۔ تحریک منہاج القرآن 90 ممالک میں ہے اور لاکھوں Followers بھی ہیں۔ اس کے نام کافی ساری زمینیں بھی ہیں۔ مختلف ملکوں میں Account بھی ہیں معذرت کے ساتھ پوچھنا چاہوں گی کہ آپ کا کوئی فیملی ممبر Signatory ہے؟

شیخ الاسلام: یہ آپ نے بڑا Interesting سوال کیا۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ پاکستان سمیت دنیا کے 90 ممالک میں تنظیمی نیٹ ورک ہے۔ یونیورسٹی ہے۔ سیکرٹریٹ ہے۔ بڑی بڑی بلڈنگز ہیں۔ مگر میرے یا میری فیملی کے کسی ایک ممبر کے نام کوئی جائیداد نہیں ہے۔ 1981ء سے لے کر 2013ء اور آج تک منہاج القرآن کی کوئی پراپرٹی، بینک بیلنس میرے نام نہیں ہے۔ سینکڑوں اکاؤنٹ ہوں گے۔ ہر شعبہ کے الگ الگ اکاؤنٹ ہوتے ہیں ملک کے اندر بھی اور ملک کے باہر بھی جو 90ء ممالک میں Run ہوتے ہیں مگر میں اور میری اولاد اور فیملی کا کوئی فرد سگنٹری نہیں ہے۔ یہ 32 سال سے معمول ہے۔ اگر کسی چیک پر میں سائن کردوں یا فیملی کا کوئی فرد سائن کردے تو اس سے 5 روپیہ بھی اکاؤنٹ سے نہیں نکلے گا۔

شائستہ: پھر آپ Worldwide لیکچر کے لئے جاتے ہیں۔ آپ کو باقاعدہ بلایا جاتا ہے۔ مختلف یونیورسٹیز اور انٹرنیشنل سیمینارز میں جب جاتے ہیں تو کیا دیگر دینی شخصیات کی طرح آپ بھی اس کے چارجز لیتے ہیں؟

شیخ الاسلام: الحمدللہ میں نے 32، 33 سال میں ایک روپیہ بھی نہیں لیا۔ میں نے اپنا دین کبھی دنیا اور اس کے مال و دولت کے عوض نہیں بیچا اور آج تک کسی سے بھی چارجز نہیں لئے۔ آپ کو روئے زمین پر ایک شخص بھی ایسا نہیں ملے گا جو کہے کہ کسی زمانے میں ہمارے ملک آئے تھے لیکچر دیا تھا تو ہم نے اس کے عوض خدمت کی تھی یا اتنے لاکھ روپے دینے کی کوشش کی اور انہوں نے قبول کرلیا۔ 33 سال کی زندگی میں ایسا ایک بھی واقعہ نہیں ملے گا۔ میں اس کو اپنے لئے اور فیملی کے لئے حرام سمجھتا ہوں۔ اسی طرح جیسے خنزیر اور شراب حرام ہے۔ ہم دین کی خدمت صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے کرتے ہیں اور اس کا اجر اگر اللہ نے چاہا تو عطا کرے گا آخرت میں اس کے طلبگار ہیں۔

شائستہ: کیا آپ اپنی کتب کی رائلٹی لیتے ہیں؟

شیخ الاسلام: میں نہیں لیتا۔ 1000 کتب تصنیف کی ہیں اور 500 کے قریب کم و بیش چھپی ہوئی ہیں

(اردو، انگلش، عربی) میں مگر میں نے اپنی تصنیف و تالیف پر ایک روپیہ تک بھی کبھی رائیلٹی نہیں لی اور 7000 موضوعات پر خطابات ہیں۔ World History میں East سے West تک 7000 موضوعات پر Speeches کسی کی نہیں ہوں گی مگر میں نے ایک پیسہ بھی نہیں لیا۔ خطابات اور تصانیف کی تمام آمدنی کو تحریک منہاج القرآن اور اس کی نشرو اشاعت کے لئے وقف کررکھا ہے اور یہی طریقہ میری اولاد اور فیملی کا ہے۔ حضور ﷺ کی سنت یہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ان اجری الا علی الله قل لا اسئلکم علیه اجرا.

(جو خدمت دین کی اور ہدایت کی راہ دیکھانے کی کررہا ہوں) "اس کا تم سے اجر نہیں لوں گا میرا اجر اللہ کے پاس ہے"۔

ہم نے بھی ٹوٹی پھوٹی کوشش کی ہے کہ اپنی زندگی آقا علیہ السلام کی سنت کے مطابق گزاریں اور آج کے دن تک ان شاء اللہ اسی پر قائم ہیں۔

شائستہ: ڈاکٹر صاحب کی شادی کے بارے میں تو ہمیں پتہ چل گیا لیکن آپ لوگوں کی شادی میں آپ کی کتنی رضا مندی تھی اور آپ کے والد صاحب کی کتنی شامل تھی؟

شیخ الاسلام: آپ ان سے پوچھ لیں یا پھر مجھ سے، جواب ایک ہی ہوگا۔ چونکہ ہمارے ہاں Conflict نہیں ہے۔ ہماری لائف میں کہیں Zig Zag نہیں۔ آپ ان سے تنہا پوچھیں جواب میں Unity ملے گی۔ Simple Principle ہے جیسے انہوں نے کہا میں Democratic ہوں۔ اپنی اولاد کے رشتے میں اور ان کی امی Choose کرتے ہیں مگر کوئی فیصلہ ان کی مرضی کے بغیر نہیں کرتے۔ ان کو بھی اجازت ہے اگر Propose کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں مگر ایسا ہوا نہیں ہے۔ بڑے بیٹے ڈاکٹر حسن محی الدین کی شادی کا رشتہ میں نے Propose کیا اس کی رضا مندی کے ساتھ کیونکہ ڈاکٹر حسن جانتا تھا کہ وہ بھی مشن کی بیٹی ہے۔ غزالہ حسن قادری لندن یونیورسٹی سے LLM ہیں اور اب وہ Law میں Ph.D کررہی ہیں۔ ان کے Parents ہمارے مشن کے کارکن ہیں۔ میرا اصول زندگی بھر رہا کہ مالدار گھرانوں میں شادی نہیں کی۔ ہمارے ہاں Law ہے کہ بیٹی (بہو) ساتھ جہیز نہ لائیں بلکہ ہمیں کردار، علم، تقویٰ اور نیکی چاہئے۔ ایسی بہو چاہئے جس کی گود میں اگلی نسل کی پرورش ہوسکے۔ اچھی گود چاہئے۔ اسی طرح ڈاکٹر حسین محی الدین کی شادی ان کی امی حضور نے ان کی پسند کے مطابق کی۔ میں کینیڈا میں تھا یہ لاہور میں تھے انہوں نے جب بتایا تو میں نے دعائے خیر کردی۔ حسین بیٹے سے پوچھا تو اس نے Yes کہا۔ ہم Force Marriage کے قائل نہیں

ہیں۔ میں اسے جائز نہیں سمجھتا۔ جس کی شادی ہونی ہے۔اس کی آزادانہ رائے معلوم کرنی چاہئے۔ رشتہ والدین پسند کریں یا بچے اس سے فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح بیٹیوں سے بھی مشاورت کرتے ہیں اور انکی رضا مندی کے بغیر شادی نہیں کرتے۔

شائستہ: ہر باپ کو غصہ آتا ہے اور مختلف Stages آتے ہیں گھر میں کبھی کھٹ پٹ ہوجائے یا جھگڑا ہوجائے تب بھی بچے ڈر جاتے ہیں اور بات نہیں کرتے کہ آج دونوں غصہ میں ہیں لہذا کل بات کریں گے۔کیا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے؟

ڈاکٹر حسن محی الدین: قبلہ ابو جان کو تو دیکھا ہے اگر وہ تنبیہہ فرماتے ہیں تو اصلاح کے لئے فرماتے ہیں۔جس لمحہ وہ فرماتے ہیں اس سے اگلے سیکنڈ وہ بھول جاتے ہیں جیسے وہ غصہ ایگزسٹ ہی نہیں کرتا۔اسی طرح ہماری بھی اصلاح ہوتی ہے اور ہم بھی یہ سیکھتے ہیں۔ جتنا غصے اور پسند و ناپسند پر ضبط ہم نے قبلہ ابو جی میں دیکھا ہے شاید ایسا عمل کسی اور ہستی میں نہ دیکھا ہو۔

شیخ الاسلام: آدھا جواب انہوں نے نہیں دیا ہے۔آدھی بات میں بتاتا ہوں کہ ان کی امی جی سے چھیڑ چھاڑ چلتی رہتی ہے۔ حسین کی خاص طور پر چلتی ہے۔ رہتا تو یہ ادب و احترام میں ہے لیکن چھیڑ چھاڑ چلتی رہتی ہے۔ ان سے ان کی امی بھی بہت پیار کرتی ہیں۔

ڈاکٹر حسین محی الدین: بلکہ میں یوں کہوں گا امی جی کا Matter ہوتا ہے تو پھر Preplanned میٹر کا خیال رکھنا پڑتا ہے قبلہ ابو جی کے بارے میں نہیں ہوتا وہ کسی بھی موڈ میں ہوں جیسی بھی مصروفیت کا لمحہ ہو تو یہ Opinion کو اور مختلف چیزوں کو بالکل Faith Fully سن کر Decision کر دیتے ہیں۔

شائستہ: کہتے ہیں اصل سے سود پیارا ہوتا ہے۔آپ لوگوں سے زیادہ یہ آپ کی اولاد سے پیار کرتے ہیں اور ان کے لئے زیادہ نرم ہوگئے ہیں۔ایسا دیکھا آپ نے؟

ڈاکٹر حسن محی الدین: اصل میں ہمارے ہاں وہ تصور نہیں ہے۔ جیسے بہو کا نہیں ہے اسی طرح پوتے، پوتیوں اور نواسے نواسیوں کا نہیں ہے۔ اب جو میرے بیٹے ہیں وہ ان کے آگے اسی طرح بیٹے ہیں جن سے اپنے بیٹوں کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر پیار دیتے ہیں۔

شیخ الاسلام: یعنی دادا، دادی کا Concept نہیں ہے۔ مجھے ان کے بیٹے ابو جی کہتے ہیں اوران کو کہیں گے پاپا۔

ڈاکٹر حسن محی الدین: اور جو بیٹی ہیں ان کو باجی کہتے ہیں۔ میری چھوٹی بیٹی ہے باسمہ تو آپ فرماتے

ہیں باسمہ باجی یا بوسہ باجی اسی طرح سکینہ باجی۔

شیخ الاسلام: ہمارے ہاں کلچر ہے کہ بیٹیوں اور پوتیوں کو باجی کہتے ہیں۔ خواہ وہ دو سال کی کیوں نہ ہوں۔ انہیں Respect دیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں ان کو بڑا پیار دیا ہے اس میں کوئی کمی نہیں لیکن پوتے پوتیوں کو میں ان سے بھی زیادہ پیار دیتا ہوں۔ وہ پیار میں بڑھ گئے ہیں۔

شائستہ: ڈاکٹر صاحب آپ کا دن کا سارا وقت Study میں گزرتا ہے تو کیا لوگوں سے آپ Study روم میں ملتے ہیں؟

شیخ الاسلام: صاف ظاہر ہے زیادہ تر وقت کام میں گزرتا ہے تو زیادہ وقت Study روم میں گزرتا ہے۔ لوگوں سے میں دونوں جگہ مل لیتا ہوں جو ایک دو افراد ہوں اور جن سے زیادہ Frankness ہو تو ان سے Study Room میں مل لیتا ہوں اور اگر کچھ ایسے افراد ہیں جن کے ساتھ پروٹوکول والا تعلق ہے تو ان کو Drawing Room میں بٹھا کر وہاں مل لیتا ہوں۔

شائستہ: لوگ یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کا کھانے میں پسندیدہ کھانا کون سا ہے؟ اور کبھی خود کھانا بنانے کی کوشش کی؟

شیخ الاسلام: جی کی ہے۔

شائستہ: (اہل خانہ سے) اچھا آپ نے کبھی کھایا ہے؟

شیخ الاسلام: وہ میں بتا دیتا ہوں انہوں نے کیا کھایا ہے؟ دیکھئے جہاں تک پسندیدہ کھانوں کا تعلق ہے۔ میں اس میں بڑا لبرل ہوں۔ میں نے کبھی کسی کھانے کی ڈیمانڈ نہیں کی اور کسی کو ناپسند نہیں کیا اور یہ بھی نہیں کہا اس میں نمک زیادہ پڑ گیا، مرچ زیادہ ہوگئی۔ یہ میری طبیعت کا حصہ نہیں جو پکے میں اسے خوشی سے کھاتا ہوں۔ اگر پوچھا جائے تو کہہ دیتا ہوں کہ آج دال یا کوئی سبزی، ساگ وغیرہ بنا دیں، ورنہ Mostly گھروں میں جو کچھ بنتا ہے چکن، قورمہ، پلاؤ، وائٹ رائس، بریانی وغیرہ جو بھی پکے وہ کھا لیتا ہوں مگر احتیاط یہ ہوتی ہے کہ مرچ زیادہ نہ ہو۔ اب رہ گیا کھانا پکانا تو مجھے پکانا کچھ نہیں آتا۔ بہت عرصہ پہلے کی بات ہے ان کی امی جی جھنگ میں کسی کی فوتگی پر چلی گئی تھیں یہ چھوٹے چھوٹے تھے تو میں نے کھانا زندگی میں پہلی بار بنایا۔ اس طرح کہ گھر میں جو کچھ تھا سب ڈال دیا تھا نہ یہ پتہ تھا کہ گھی پہلے ڈالنا ہے یا پانی پہلے ڈالنا ہے۔ دودھ پہلے ڈالنا ہے، گوشت ڈالنا ہے یا سبزی اس ڈش میں گوشت دودھ پھل، سبزی سب کچھ ڈال کر اتنی لذیذ ڈش بنی کہ بچے کہتے تھے کہ ایسا لذیذ کھانا آج تک نہیں کھایا۔ میں نے اجتہاد کیا تھا کہ جو کھانا آپ کھاتے ہیں وہ

Traditional کھانا ہے جو مائیں بناتی ہیں میں آپ کو کھلاؤں گا تو کچھ Different ہی کھلاؤں گا۔

ڈاکٹر حسین محی الدین: اب ہم قبلہ ابو جی سے Request کرتے رہتے ہیں کہ اس طرح کی ڈش دوبارہ بنائیں۔

شائستہ: (مسکراتے ہوئے) یہ ان کی اپنی Creativity تھی۔ پتہ نہیں اس ڈش کا نام کیا ہوگا؟

شیخ الاسلام: میں نے اس ڈش کا نام بغدادی ڈش رکھ دیا تھا۔

شائستہ: آپ کا ایک شوق اور بھی نظر آرہا ہے مختلف دیواروں پر خوبصورت چیزیں آویزاں ہیں۔ گھر بہت سادہ ہے اور پرسکون ہے جس کی بات ابھی ہم کرتے ہیں مگر کیا یہ آپ کا اپنا شوق ہے کہ گھر میں یہاں یہ چیز لگے گی یا یہ چیز لگنی چاہئے؟

شیخ الاسلام: یہ میری Hobby ہے۔ مختلف جگہوں کی عمارات اور عجائبات کی تصاویر جمع کرنا۔ سکول لائف میں Photography میری Hobby تھی۔ میں نے ہزارہا Photos بنائے ہیں اس سے پہلے Stamp Collect اور Coin Collect کرنے کی Hobby بھی رہی۔ اس کے بعد میں جہاں بھی جاتا ہوں اس ملک کی خاص نشانی لے آتا ہوں جس میں اس ملک کے خاص مقامات کی تصاویر ہوتی ہیں۔ جنہیں بہو بیٹیاں مختلف جگہوں پر لگادیتی ہیں مگر Choice میری اپنی ہوتی ہے۔

شائستہ: آپ کے ابو جی جب باہر جاتے ہیں تو بتارہے تھے کہ انہیں بیٹیوں اور بہوؤں کے لئے بھی خریدنا بہت اچھا لگتا ہے کہ وہ ان کے لئے کوئی نئی چیز لائیں۔ آپ کے لئے تو بڑے Gift آتے ہوں گے۔

فضہ حسین: جی یقیناً ابو جی جو بھی چیزیں لاتے ہیں ان کی کوالٹی بہت اچھی ہوتی ہے۔ خوبصورت ہوتی ہیں۔ ابو جی کی Choice بہت اچھی ہے۔

شائستہ: کیا آپ کی شادی میں بھی اس طرح کا Role play کیا؟

فضہ حسین: بالکل ابو جی Arabic Dresses لائے۔ جب عمرہ پر تشریف لے گئے تو ابائے اور جیولری مدینہ پاک سے لائے۔ Shoes اور اس طرح کی دوسری چیزیں بھی لاتے ہیں اور ہمارے ساتھ بھی شاپنگ پر تشریف لے جاتے ہیں۔

شائستہ: ابھی بات ہورہی تھی خاندان کے ہر بچہ کا Size یاد ہے۔

شیخ الاسلام: یاد نہیں ہے فون کر کے معلوم کرتا ہوں جو بھی Latest Size بتاتی ہیں میں لے آتا ہوں۔

شائستہ: یہ World Record ہے کہ آپ نے 1000 کتابیں لکھی ہیں اور 7000 خطابات کا

ریکارڈ ہے۔ یہ اتنے بڑے اعزاز آپ کو حاصل ہیں بہت بڑا ریکارڈ ہے اس طرح کا ریکارڈ دنیا میں کسی کا نہیں ہوگا؟

شیخ الاسلام: یہ سب اللہ رب العزت کا فضل اور اس کا کرم اور اس کی مدد و نصرت ہے۔

شائستہ: آپ نے پہلی کتاب کس عمر میں لکھی تھی؟

شیخ الاسلام: 72-1971 میں اس وقت میں ماسٹر کا طالب علم تھا۔ 21-20 سال عمر تھی۔ جھنگ میں جامع مسجد میں اعتکاف بیٹھا تھا اور اعتکاف کے دنوں میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے فضائل پر ''اربعین'' حدیث کی کتاب لکھی۔

شائستہ: ان تمام کتابوں میں قرآن پاک کا ترجمہ بھی شامل ہے۔

شیخ الاسلام: جی ہاں اردو اور انگریزی دونوں میں ہے۔

شائستہ: احادیث پر کتنی کتابیں ہیں۔

شیخ الاسلام: احادیث پر تقریباً 125 کتب ہیں جو Published ہیں اور ایک کتاب حال ہی میں کم و بیش مکمل کرلی ہے ''معارج السنن'' کے نام سے۔ اس میں 30,000 احادیث کو جمع کیا ہے اور یہ ہزار سال کی اسلامک لٹریچر کی تاریخ کا سب سے بڑا مجموعہ احادیث ہوگا۔

شائستہ: اس کمرے میں ایک خوبصورت مہک ہے جو انسان کو مسحور کرلیتی ہے۔ مجھ پر ایک سحر طاری ہے۔ یہاں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو بہت یادگار رہیں۔ سب سے بڑی بات یہاں روضہ رسول ﷺ کی خاک مبارکہ موجود ہے۔ ایسا ہی ہے ناں؟

شیخ الاسلام: جی ہاں روضہ رسول ﷺ اور قبر مبارک کی مٹی ہے۔ جب ریاض الجنۃ کو Refilling کے لئے کھودا گیا تھا تو نیچے سفید نورانی مٹی تھی جو اصل مدینہ اور مسجد نبوی کی تھی۔ مدینہ پاک میں زمین یا پہاڑوں یا پتھروں کا رنگ سفید ہے۔ یہ ریاض الجنۃ کی مٹی ہے اور یہ کعبۃ اللہ اور روضہ رسول ﷺ کے غلاف اطہر بھی ہیں۔ یہ کعبۃ اللہ کے اندر کے پتھر بھی ہیں، غار حرا اور غار ثور کے پتھر بھی ہیں۔ 80 سے 90 کے زمانے میں جب مسجد نبوی کی توسیع ہورہی تھی تو 60 سے 70 فٹ نیچے کھدائی کی گئی تھی جہاں Basement ہے۔ اب مسجد نبوی اتنی وسیع ہے کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں جو مدینہ طیبہ شہر تھا وہ سارا شہر مدینہ اب مسجد نبوی کی چار دیواری کے اندر Cover ہوگیا ہے۔ اب حضور علیہ السلام کا مدینہ طیبہ باہر نہیں ہے کیونکہ ایک طرف جنت البقیع اور ایک طرف مسجد غمامہ تھی جو عید گاہ تھی وہ دونوں شہر سے باہر ہوتی تھیں۔ اب جب کھدائی ہورہی تھی 60 سے 70 فٹ نیچے تو نیچے اصل زمین، اینٹیں، گلیاں اور اصل سطح نکل آئی جہاں حضور علیہ السلام رہائش پذیر تھے۔ جہاں صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اطہارؓ رہتے تھے۔ منہاج القرآن کے بہت

سارے Engineer وہاں کام کرتے رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہاں جاتا تھا اور رات کو اندھیرے میں وہاں نیچے جا کر مٹی کے تھیلے بھر بھر کر لاتے تھے جس زمین پر آقا علیہ السلام کے قدم مبارک لگتے تھے۔

شائستہ: اس طرح قبر مبارک کی خاک مبارک بھی پہنچی کہ آپ خود اپنے ہاتھوں سے لائے تھے؟

شیخ الاسلام: نہیں وہاں کے کالے رنگ کے جو خدام صفائی کے لئے جاتے ہیں یہ میں ان کے ذریعے لایا ہوں۔ ہم تو ادھر نہیں جا سکتے تھے۔

شائستہ: کہتے ہیں خاک مبارک کو جس نے اپنے ہاتھ سے چھوا اس کے بعد اس کا 3 ماہ کے اندر اندر اس دنیا سے انتقال ہو جاتا ہے؟ اس میں کیا سچائی ہے؟

شیخ الاسلام: ایسی کوئی روایت اور حدیث نہیں ہے۔ البتہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میری قبر (میرا حجرہ) اور اس کے اور منبر کے درمیان جو خطہ ہے یہ روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی جنت کے اعلیٰ باغات میں سے ایک باغ ہے۔ یہ ٹکڑا حقیقی جنت کا ٹکڑا ہے اور جب قیامت آئے گی تو زمین کو فنا کر دیا جائے گا مگر حضور علیہ السلام کا روضہ اطہر اور یہ پورا ریاض الجنۃ فنا سے پہلے اٹھالیا جائے گا۔

شائستہ: اس کے علاوہ ایک اور بات جو میں کرنا چاہوں گی کہ لوگ منہاج القرآن کی لائف ٹائم ممبر شپ بھی لیتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ بے نظیر بھٹو صاحبہ بھی لائف ٹائم ممبر بنی تھیں؟

شیخ الاسلام: جی بالکل ساری دنیا کو یہ معلوم ہے۔ 2003-04 کی بات ہے۔ آپ کمپیوٹر پر ویب سائٹ پر اگر جائیں محترمہ بے نظیر بھٹو اور منہاج القرآن، یا لائف ممبر شپ ایسی کوئی چیز ٹائپ کریں تو آپ کو پوری Video آجائے گی۔ وہ لندن میں ادارہ منہاج القرآن کے مرکز پر آئی تھیں اور انہوں نے مجھ سے ملاقات کے بعد خود کہا کہ کیا میں منہاج القرآن کی لائف ممبر بن سکتی ہوں؟ میں نے کہا بی بی سو بار بن سکتی ہیں کوئی پابندی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں منہاج القرآن کی دینی خدمات سے بہت زیادہ متاثر ہوں۔ لہٰذا مجھے ممبر شپ فارم دیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے فارم لیا۔ اس وقت غالباً راجہ پرویز اشرف بھی ساتھ تھے اور بہت سے سینئر لوگ اور وزراء بھی وفد میں تھے۔ 120 پونڈ ممبر شپ کی فیس تھی۔ وہ انہوں نے جیب سے نکال کر لندن ادارے کو دی اور ناہید خان کو کہا ان سے سائن کیا ہوا Certificate منگوالیں پھر انہوں نے اسے منگوا کر فریم کر کے اپنے گھر بلاول ہاؤس میں لگایا اور آصف علی زرداری صاحب جب President ہوئے تو انہوں نے ٹیلی فون کر کے خود مجھے بتایا تھا کہ ان کا لائف ٹائم ممبر شپ کا فریم آج بھی بلاول ہاؤس میں ہمارے گھر میں لگا ہوا ہے۔

شائستہ: ہم نے سنا ہے وہ آپ کے گھر آکر خاص قسم کی ڈش بھی کھایا کرتی تھیں؟

شیخ الاسلام: وہ خاص قسم کی ڈش نہیں تھی بلکہ وہ سویاں شوق سے کھایا کرتی تھیں۔ جب میں پاکستان

عوامی اتحاد کا صدر تھا یہ 99-1998 کی بات ہے ہم اکٹھے پولیٹیکل مہم چلا رہے تھے۔ الائنس تھا میں اس کا سربراہ تھا۔ ہمارے ساتھ محترمہ بے نظیر بھٹو بھی شامل تھیں۔ صاف ظاہر ہے ان کی سب سے بڑی پارٹی تھی۔ جب اجلاس ہوجاتا، پریس کانفرنس اور Dinner ہوجاتا تھا تو بعض چیزیں انہوں نے پولیٹیکل حوالے سے Exclusively ڈسکس کرنا ہوتی تھیں تو وہ کہہ دیتیں کہ بیگم صاحبہ کو کہیں کہ میں آکر سویاں کھاؤں گی۔ پھر وہ دوبارہ آجاتیں۔ ناہید خان بھی ساتھ ہوتیں۔ سویاں بھی کھاتیں اور بات بھی Discuss کرلیا کرتی تھیں۔

شائستہ: آپ کی کتابوں اور لیکچرز نے لوگوں کی زندگیاں تبدیل کی ہیں لوگوں کو خدا کے قریب کیا ہے۔ یہ میرے لئے Opportunity تھی پورے کیریئر میں کہ آکر یہاں پروگرام کرنا تھا۔ آپ کو یاد ہے اب تک پوری لائف میں کتنے لوگوں کو دین کی طرف راغب کیا ہے یا اسلام کے دائرے میں داخل کیا ہے؟

شیخ الاسلام: یہ مجھے یاد نہیں ہے لیکن بے شمار اور لاتعداد لوگ ہیں جو امریکن، یورپین، افریقن اور مختلف Nationality رکھنے والے افراد ہیں جو مسلمان ہوئے۔ ایک ساتھ 40,40 افراد بھی مسلمان ہوئے۔ بڑے بڑے ڈاکٹر، بڑے بڑے Lawyer اور Political Personality والے بہت کثیر تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔

شائستہ: شاید خدا تعالیٰ کچھ انسانوں کو تحفے دیتا ہے اور ان کی ذات میں وہ حصہ مکمل کردیتا ہے کہ لوگ اس کی طرف راغب ہوکر کھینچے چلے آتے ہیں۔ انکے بارے میں میرے اور آپ کے Political Views مختلف ہوسکتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ہوتے ہیں جن سے آپ مل کر متاثر ہوتے ہیں جیسے یہاں گھر میں بہت سادہ زندگی ہے لیکن ہر کمرے میں بہت سکون ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

شیخ الاسلام: اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر صرف سچائی ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم ایسی سوسائٹی میں زندہ ہیں جہاں سچائی کو تلاش کرنا بڑا مشکل ہوگیا ہے۔ ہر طرف جھوٹ، غیبت اور تہمت کا دور دورہ ہے۔

شائستہ: لوگ سچوں کو بھی تو سچا نہیں سمجھتے۔ اتنے ہر طرف جھوٹے ہوگئے ہیں کہ سچوں کی شناخت اور تفریق نہیں رہی؟

شیخ الاسلام: یہ بات بالکل درست ہے جو شخص سچائی کی بات کرے اسے سچا ہونے کے لئے بھی سرتوڑ محنت کرنا پڑتی ہے جبکہ پہلے زمانوں میں ایسا نہ تھا۔

شائستہ: لوگ کہتے ہیں لوگوں نے بھی لکھا ہے اور اپنی Movies بھی بنالیں اور شہادتیں بھی بتادیں کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کتنی صداقت ہے؟ آپ کو لگتا ہے کہ واقعی کوئی ایسے آثار ہیں؟

شیخ الاسلام: لوگوں کے ہاں یہ غلط Concept ہوگیا ہے کہ قیامت 40,30 سال میں آنے والی ہے۔ میرے نزدیک ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ احادیث کے مطابق آثار قیامت میں سے ہے کہ ادوار فتن

ہونگے یعنی قیامت سے پہلے فتنے ظاہر ہوں گے اور فتنے کے 3 دور ہیں سب سے بڑا فتنہ کا دور، قیامت سے پہلے آئے گا اس سے پہلے طویل عرصہ پر مشتمل دور ہوگا وہ بھی فتنوں کا دور ہوگا جس میں درمیانے فتنے ہوں گے۔ اس سے پہلے بھی طویل عرصہ پر مشتمل فتن صغریٰ کا دور ہوگا جس میں چھوٹے فتنے ہوں گے۔ دراصل ان فتنوں کا زمانہ تو شروع ہو چکا ہے۔ اب یہ فتنوں کا دور اول ہے۔ یہ اللہ جانے کتنے ہزارہا سال یا ملین سال چلتا ہے یا اس سے بھی زیادہ کوئی آدمی اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ یہ کہنا قیامت آنے والی ہے، سیدنا امام مہدی علیہ السلام فلاں سال حج میں اعلان کرنے والے ہیں۔ یہ چیزیں Confusion Create کرتی ہیں۔ سیدنا امام مہدی علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور دجال کا ظاہر ہونا یہ سب ایک زمانے میں ہوگا اور یہ بالکل عین قرب قیامت میں ہوگا۔ آپ اندازہ نہیں کرسکتے کہ اس میں کتنا زمانہ پڑا ہے۔

شائستہ: اس وقت قیامت کے قریب انسانوں کو جادو ٹونوں پر بہت یقین ہونے لگے گا۔ خاص طور پر عورتیں جادو ٹونے پر بہت Interested ہیں اور اب تو مرد بھی Interest لینے لگے ہیں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جادو ٹونہ آج کے زمانے میں کتنا صحیح ہے؟

شیخ الاسلام: جادو ٹونہ بھی اسی فتنوں میں سے ہے۔ جیسے میں نے پہلے بتایا کہ یہ فتنوں کا دور اول ہے اور اندازہ نہیں کرسکتے کہ کتنے سال چلے گا۔ جادو پر یقین اور ایمان رکھنا کفر ہے۔ حضور علیہ السلام نے منع فرمایا ہے۔ ایمان، اعتقاد اور توکل ہمیشہ اللہ پر رکھنا چاہئے۔ اللہ کے رسول پر رکھنا چاہئے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات اور قرآن وسنت پر رکھنا چاہئے اور دنیا میں ہر مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جدوجہد، تدبیر سنت ہے اس کو اپنانا چاہئے اور کوئی کمی چھوڑنی نہیں چاہئے۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے:

لیس للانسان الا ماسعی.

لہٰذا جادو ٹونے ٹوٹکے کے حوالے سے قرآن میں ہاروت و ماروت کا ذکر آتا ہے۔ قرآن مجید نے اسے کفر کہا ہے کیونکہ یہ انسان کے ایمان کو کمزور کرتا ہے اور غلط راستے پر لے جاتا ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔

شائستہ: اس سے بچنے کے لئے خواتین کو کوئی آیات یا طریقہ جو آپ بتانا چاہیں کیونکہ ان کو سب سے زیادہ ان چیزوں کی طرف رغبت ہوئی ہے۔ گھر کی حفاظت کے لئے بھی اور مرد چونکہ گھر سے باہر نکلتے ہیں ان کے لئے بھی بتادیں۔

شیخ الاسلام: سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور آخری چہار قل یہ چیزیں خواہ ایک ایک بار یا تین تین بار یا سات سات بار پڑھ کر اپنے اوپر، گھر کے اوپر اور بچوں کے اوپر پھونکیں۔ اللہ رب العزت ہمیشہ انکے شر سے محفوظ فرمائے گا۔ امراض کو دفع کرے گا اور خیر و امن وسلامتی نصیب ہوگی۔

شائستہ: اس کے علاوہ خواتین کی شادیاں نہیں ہورہیں اور بہت لیٹ ہوتی جارہی ہیں اور کہتے ہیں کہ

جادو کردیا ٹونہ کردیا؟

شیخ الاسلام: بدقسمتی یہ ہے کہ لوگوں نے دین کو بڑا غلط استعمال کیا ہے اور دین اور روحانیت کو اپنا مال کمانے اور کاروبار کرنے کے لئے دھندہ بنالیا ہے اور لوگوں کو غلط راستے کی طرف لگادیا ہے۔ یہ قطعی طور پر دین، ایمان اور توکل کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ کوئی کام نہ ہو تو وہم میں پڑ جاتے ہیں کہ کسی نے کچھ کردیا ہے۔ شادی نہ ہو تو کہا جاتا ہے کہ کسی نے رکاوٹ ڈال دی ہے حالانکہ یہ دنیا کی تدبیرات کا معاملہ ہے۔ شادی نہ ہونے کے بہت سے Reasons ہیں۔ کاروبار اچھا نہیں ہورہا تو اس کے اپنے Defect ہیں۔ اللہ پر توکل کرنا چاہئے مذکورہ چیزوں کے پڑھنے میں حقیقتاً برکت ہے۔ ان کے علاوہ سورۃ الکوثر یا سورۃ الماعون کو پڑھنا چاہئے اس سے اللہ آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ماثورہ آیات اور دعائیں ضرور پڑھیں مگر جادو ٹوٹکے کالے کام ہیں جو انسان کا اللہ پر توکل کو کمزور کرتے ہیں ان سے اہل ایمان کو بچنا چاہئے۔

شائستہ: یہ بھی بتادیں کہ چوبیس گھنٹوں میں دعا کی قبولیت کا کوئی خاص وقت ہے؟

شیخ الاسلام: بہت وقت ہیں لیکن خدا کی قبولیت کا وہ لمحہ خاص ہے جب انسان صدق دل اور اخلاص سے اپنے قلب کو اللہ سے جوڑ کر مانگے اس طرح کہ آنکھیں بھیگ جائیں، آنسو گریں اور ہر غیر کی طلب کو دل سے نکال دے اور بندہ عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنے قلب و روح کے ساتھ اپنی بے بسی اور بے کسی کا اعتراف کرلے اور بندگی کی اس شان میں آکر اللہ کو پکارے اور کہے کہ باری تعالیٰ تیرے سوا میرا کوئی مرجع و ماویٰ نہیں۔ میں بے بس و بے کس ہوں کوئی سہارا نہیں۔ بس تجھ سے مانگتا ہوں تو مجھ کو عطا کردے۔ جب یہ کیفیت طاری ہوجائے اور اس طرح لو لگا کر مانگے تو قبولیت کا لمحہ وہی ہے وہ دن ہو یا رات ہو۔

شائستہ: آخر میں آپ سے درخواست ہے میرے لئے میری ٹیم کے لئے اور ہمارے جیو پروگرام کے لئے ضرور دعا کریں؟

شیخ الاسلام: اللہ رب العزت آپ کو برکت دے۔ ایمان و آخرت میں برکت دے۔ آپ کو اور آپ کی پوری ٹیم کو دنیا و آخرت میں بلندیوں اور کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ سلامتی و عافیت دے اور پروگرام کو کامیابی عطا کرے۔

شائستہ: بہت بہت شکریہ۔ میں نے پہلے بھی لوگوں کو کہا کہ مجھے شیخ الاسلام سے مل کر بہت سکون ملا۔ بہت خوشی ہوئی کیونکہ میرا اس پروگرام کے بعد ایمان اور مزید پختہ ہوگیا ہے کہ جب تک آپ خود کسی سے نہ ملیں تو اس کے بارے میں کسی دوسرے کی رائے پر کبھی بھی یقین مت کیجئے گا جب خود مل لیں خود دیکھ لیں تو اس کے بعد پھر کوئی رائے بنائیے گا۔ بہت بہت شکریہ۔

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے تفسیری تفردات و امتیازات

قسط ششم

علامہ محمد حسین آزاد۔ ایم فل علوم اسلامیہ منہاج یونیورسٹی

منہاج یونیورسٹی کالج آف شریعہ سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تفسیری خدمات کے حوالے سے پہلا ایم فل کرنے کا اعزاز جامعہ کے ابتدائی فاضلین میں سے علامہ محمد حسین آزاد نے حاصل کیا ہے جو جامعۃ الازہر سے ''الدورۃ التدریبیۃ'' میں بھی سند یافتہ ہیں اور مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ کے علاوہ مجلّہ دختران اسلام کے مینجنگ ایڈیٹر ہیں جن کا مقالہ قارئین کے استفادہ کے لئے بالاقساط شائع کیا جارہا ہے۔

۳۔ نزول قرآن کے حوالے سے محققانہ بحث

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قرآن حکیم کی حقیقی دعوت، اسکی شکل و نوعیت اور قرآنی فکر کی تعلیم اور روح کا حقیقی معنوں میں ابلاغ کیا ہے۔ آپ نے کسی مخصوص مسلکی اور گروہی تعصب میں پڑے بغیر وضعیت کے سانچوں کو توڑ کر تمام پیچیدگیوں اور الجھاؤ کو دور کر دیا ہے اور عقلیات و اسرائیلیات جو متقدمین کی تفسیر میں تھے آپکی مفسرانہ بصیرت سے نہ صرف ختم ہوئے بلکہ پوری امت اجابت تک دین اسلام کی حقانیت روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی۔

بلاشبہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تفسیر اور ترجمہ کے ذریعے مسلمانوں میں احیاء اسلام کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ آپ کی تحقیق اور تشریح و تفسیر نے مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا ہے اور علم و حکمت کا بیش بہا خزانہ عطا کیا ہے۔ دنیا کے ہر گوشے اور خطّے میں آپ کی تعلیمات راہنما نقوش بن کر تاریکیوں کا پردہ چاک کرتی نظر آتی ہیں اور متلاشیان راہ حق کو شاہراہ ہدایت پر گامزن کرتی نظر آتی ہیں۔

نزول قرآن کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب موصوف اپنی تحقیق یوں پیش کرتے ہیں۔" نزول قرآن کے دو مراحل ہیں۔

۱۔ مرحلہ انزال ۲۔ مرحلہ تنزیل

مرحلہ انزال وہ ہے جس میں الحمد سے لے کر والناس تک پورے کا پورا قرآن جو لوح محفوظ پر تھا، خدائے ذوالجلال نے اپنے دست قدرت سے لیلۃ القدر میں آسمان دنیا پر ایک ایسے عزت والے مقام پر اتار دیا

جسے بیت العزت کہا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِo (القدر،۹۸:۱)

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو قدر والی رات میں اتارا''

دوسرے مرحلے کا آغاز حضور خاتم المرسلین ﷺ کی بعثت مبارکہ سے ہوا۔ اعلان نبوت کے بعد آنحضرت ﷺ کی ۲۳ سالہ پیغمبرانہ زندگی میں قرآن حکیم بقدر ضرورت تھوڑا تھوڑا کر کے حضرت جبرائیل امینؑ کی وساطت سے آپ ﷺ کے قلب انور پر نازل ہوتا رہا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ . (البقرہ،۲:۹۷)

''بے شک اس نے (تھوڑا تھوڑا کر کے) اتارا اس (قرآن) کو آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے''

یہ کلام الٰہی مختلف النوع احوال کے مطابق سفر وحضر میں، جنگ یا دوستی کے ماحول، دن اور رات کے کسی حصے میں جیسے جیسے ضرورت ہوتی حضرت جبرائیل امین وحی لے کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے رہے اور قرآن بیت العزت سے رفتہ رفتہ آقائے نامدار ﷺ کے قلب انور پر نازل ہوتا رہا۔ نزول قرآن کے اس مرحلے کو مرحلہ تنزیل کہتے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (م ۱۲۲۵ھ) اپنی تفسیر مظہری میں دونوں مراحل کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

انزل القرآن جملة واحدة من اللوح المحفوظ فی لیلة القدر من شهر رمضان الی بیت العزة فی السماء الدنیا ثم نزل به جبرائیل علیه السلام علی رسول الله ﷺ نجوما .

(پانی پتی، قاضی ثناء اللہ، تفسیر مظہری، بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیۃ ج ا، ص ۱۹۳)

''قرآن پاک یکبار لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر بیت العزت میں ماہ رمضان کی لیلۃ القدر کو نازل کیا گیا پھر جبرائیل امین علیہ السلام اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے حضور ﷺ (کے قلب اطہر) پر اتارتے رہے۔''

جہاں تک پہلے مرحلہ انزال کا تعلق ہے اس میں نہ تو جبرائیل امین علیہ السلام اور نہ ہی کوئی دوسری مخلوق درمیانی واسطہ تھی اس لئے اس کی تفصیل کا ذکر کتابوں میں نہیں ملتا۔ دوسرے مرحلے یعنی مرحلہ تنزیل کے بارے میں علماء محققین کی دو آراء ہمارے سامنے ہیں۔ حضرات علماء کرام میں سے بعض کا نظریہ ہے کہ نوری الاصل جبرائیل امین علیہ السلام دو تین آیات سے لے کر دس دس آیات تک (لے کر) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ چونکہ وہ فرشتہ ہونے کی حیثیت میں نور تھے اور آپ ﷺ کا ظہور مطلع بشریت پر تھا لہٰذا قرآنی پیغام وصول کرنے کے لئے آپ کا حالت بشریت سے حالت ملکیت کی طرف منتقل ہو جانا بنابریں ضروری ہو جاتا تاکہ دونوں حالتوں میں ہم آہنگی اور یک جنسی کی کیفیت پیدا ہو سکے۔ اور آپ پیغام خداوندی بلا کم وکاست

من وعن اخذ و وصول کر سکیں۔ امام سیوطیؒ (۸۴۹۔۹۱۱ھ/۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء) الاتقان میں یوں بیان فرماتے ہیں:

ان النبی انخلع سورة البشریه الی سورة الملکیة و اخذه من جبریل .

(سیوطی، امام جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن ،بغداد، عراق ،مطبع امیر، ص ۱۳۱ ۷)

''نبی اکرم ﷺ بشری حالت سے ملکوتی حالت کی طرف منتقل ہو جاتے اور جبرائیل امین علیہ لسلام سے (پیغام الٰہی) وصول فرما لیتے''

علماء کے دوسرے گروہ کا نظریہ اس کے برعکس یہ ہے کہ ہم آہنگی و مطابقت کی کیفیت پیدا کرنے کیلئے حضور نبی کریم ﷺ اپنی بشری حالت سے ملکی حالت کی طرف نہیں لوٹتے تھے بلکہ جبرائیل امین علیہ السلام اپنی حالت ملکوتی کو چھوڑ کر بشری حالت میں منتقل ہو جاتے تھے۔ تا کہ حضور ﷺ کے قلب انور پر نزول قرآن کامل یکسوئی سے ہو سکے۔ ان کا نقطہ نظر امام سیوطی (۸۴۹۔۹۱۱ھ/۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء) یوں بیان کرتے ہیں:

ان الملك انخلع البشریه حتی یا خذه الرسول منه .

(سیوطی ،امام جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، بغداد، عراق ،مطبع امیر، ج ۱،ص ۱۳۷)

''فرشتہ ملکوتی حالت سے بشریت کی طرف منتقل ہو جاتا تا کہ حضور ﷺ اس سے (پیغام ربانی) حاصل کر سکیں۔''

مذکورہ دونوں نقطہ ہائے نظر میں سے جنہیں علماء و آئمہ تفسیر بیان کرتے چلے آئے ہیں دوسرا نقطہ باہمی تقابل پر زیادہ وزنی اور قابل قبول نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حیثیت ایک قاصد اور پیغام رساں کی تھی جو پیغام ایزدی لے کر محبوب خدا ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے۔ بلاشبہ قدسیان افلاک میں قدر و منزلت کے اعتبار سے حضرت جبرائیل بلند ترین مرتبہ کے حامل ہیں اور سردار ملائکہ ہیں مگر جب وہ محبوب حقیقی کا پیغام سرمدی لے کر بارگاہ مصطفوی ﷺ میں حاضری دیتے تو ان کی حیثیت سردار ملائکہ کی نہیں بلکہ خادم کی ہوتی تھی۔ مقام و منصب مصطفوی کی عظمت کا یہ تقاضا تھا کہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی اصل حالت چھوڑ کر حضور ﷺ کی بشری حالت میں اترتے۔

مذکورہ تحقیق کے نتیجے میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری دونوں اقوال میں تطبیق کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ہمارے خیال میں نزول قرآن کی ان دونوں صورتوں میں نہ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو محبوب خدا ﷺ تک پیغام پہنچانے کے لئے بشری حالت میں آنے کی ضرورت تھی اور نہ حضور ﷺ کو اسے اخذ اور وصول کرنے کی خاطر حالت بشری سے حالت ملکوتی کی طرف رجوع کرنا ضروری تھا اس لئے حسب ارشاد ربانی:

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللہِ . (البقرہ،۲:۹۷)

”بے شک اس نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس (قرآن) کو اتارا آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے۔“

قرآن حکیم حضور ﷺ کے دماغ و جسم اقدس کے کسی اور حصے پر نہیں بلکہ قلب انور پر اتارا جاتا تھا۔ اور آپ ﷺ کے قلب انور کو حالت بشری میں رہتے ہوئے بھی وہ بلندترین اور ارفع روحانی مقام حاصل تھا۔ جبرائیل علیہ السلام جیسا مقرب فرشتہ اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس بنا پر ہمارا خیال ہے کہ دونوں کا اپنی حالت پر قائم رہنا پیغام رسانی میں مانع نہ تھا کیونکہ حضور ﷺ کا قلبی تعلق ذات باری تعالیٰ سے قائم تھا اور مذکورہ بالا آیت کریمہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ کے قلب اطہر کو وہ طاقت اور استحکام حاصل تھا جو قرآن اخذ کرنے کی مکمل صلاحیت سے بہرہ ور تھا۔

عرفائے کاملین اور صوفیاء و اولیائے کرام نے سید المرسلین ﷺ کی تین شانیں بشری، ملکی اور حقی بیان کی ہیں۔ ان میں حضور ﷺ کی بشری شان وہ شان ہے جو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر میں تھی اور اس کی مشتاقانہ نگاہیں محبوب کی اسی شان کو ہمیشہ شب و روز تکتی رہتی تھی۔ آپ ﷺ کی شان ملکیت اور شان حقیقت کا ظہور تو عالم ملائکہ اور عالم لا مکاں میں ہوتا تھا۔

؎ فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں　　　خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

اس کائنات ارضی کو تو آپ کی شان بشریت سے معراج نصیب ہوا۔ جبکہ آپ کی روح طیبہ کا فیضان ازل سے تمام عالم ارواح کے مکینوں کو پہنچ رہا تھا۔ آنحضور ﷺ سے پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد .

(حاکم ،ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد، المستدرک الصحیحین ، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ)

”میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام جسم اور روح کے مرحلے میں تھے۔“

”اس امر پر دال ہے کہ حالت بشری سے پہلے آپ کے وجود اقدس سے تمام عالم موجودات فیض یاب تھا اور ابدالآباد تک رہے گا۔ جہاں تک حضور ﷺ کی حقیقت کا تعلق تھا تو اس کا ادراک عالم ملکیت و بشریت کا کوئی فرد نہیں کر سکتا۔ اس لئے نزول قرآن کے لئے حضور ﷺ کو نہ تو ملکیت کی ضرورت تھی اور نہ ہی بشریت کی۔ دونوں مقامات آپ کی حقیقت محمدیہ ﷺ سے ادنیٰ اور فروتر ہیں۔ لیکن نظام خداوندی کے تحت دیگر انبیاء کرام کی طرح سیدنا جبریل امینؑ اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ کے درمیان آتے جاتے رہے تاکہ عالم نورانیت اور ملوکیت کو بھی نوازا جاتا رہے۔“
(الحسینی ،محمد عمر حیات، پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری عہد ساز شخصیت، ملتان، پاکستان، ملا امام بوسن ٹرسٹ،ص

(۳۵۱تا۳۵۵)

۴۔ترجمہ عرفان القرآن کی تفسیری شان

ڈاکٹر صاحب موصوف نے قرآن حکیم کا ترجمہ ''عرفان القرآن'' کے نام سے کیا ہے۔جونہایت سلیس ،عام فہم اورتفسیری شان کا حامل ہے۔اس بارے میں نامورمحقق ڈاکٹرظہور احمد اظہر ماہنامہ منہاج القرآن فروری ۲۰۰۶ء کی اشاعت میں اپنے مضمون بعنوان"عرفان القرآن: تراجم قرآن کے باب میں ایک نایاب اوراچھوتا اضافہ" میں لکھتے ہیں:

''جناب شیخ الاسلام ڈاکٹرمحمد طاہرالقادری ایک قادر الکلام خطیب بے بدل تو ہیں ہی اور اس میدان میں وہ اپنی مثل آپ ہی ہیں۔ عام فہم، واضح اور اثر انگیز انداز میں اپنی بات دلوں میں اتارنے میں جوکمال قدرت نے انہیں دیا ہے وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا ہے۔ آڈیو، ویڈیو کیسٹ یا سی ڈی نے جواہر خطابت وتقریرکو بھی سامعین تک پہنچانا اور محظوظ و مستفید ہونا بہت آسان بنادیا ہے۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب کی تقاریر وخطابات اور کلمات حکمت آمیز اور اثر انگیز بھی ان کے دور دراز کے سامعین تک پہنچ رہے ہیں اور تاقیامت پہنچتے رہیں گے۔لیکن لسانی زور بیان کی طرح پرورش لوح وقلم کا سلسلہ بھی پوری تیز رفتاری اور فراوانی کے ساتھ جاری ہے اور نگارشات کی تعداد بھی ہزار کو جلد ہی چھونا چاہتی ہے۔''اللہ کرے زورقلم اور زیادہ'' اس طرح وہ بہت جلد اسلامی دنیا کے کثیر التصانیف علماء میں شامل ہورہے ہیں، پاکستان کے لئے یہ بات یقیناً قابل فخر ہوگی۔

''عرفان القرآن' جناب شیخ الاسلام کا تازہ ترین علمی کارنامہ ہے، یہ قرآن کریم کامکمل ترجمہ ہے، جو اپنی سہولت، سلاست اور روانی کے طفیل کلام اللہ کے تراجم میں بہت جلد اپنے لئے خاص مقام حاصل کرلے گا، یہ ترجمہ ایک طویل،صبر آزما اور مشقت طلب جہد مسلسل کا نتیجہ ہے، اس کی تکمیل کے لئے قادری صاحب نے راتوں کی نیند اور دن کا آرام قربان کیا ہوگا تب یہ شاندار اور بے مثال علمی کارنامہ تکمیل کو پہنچا ہوگا! ان کی ہمت واستقلال اور جہد مسلسل جس قدر رواں دواں ہے اسی قدر ان کا اشہب قلم بھی اپنی پوری رفتار سے گامزن ہے۔ اس قرآن السعدین کے نتائج وثمرات بھی یقیناً حوصلہ افزا اور روح پرور ہونگے۔

کتاب زندہ قرآن حکیم کے اس اردو ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ یہ ایک خوبصورت، عام فہم اور آسان ترجمہ ہے جو ہرقسم کے الجھاؤ اور لسانی ابہام سے پاک ہے، اس حیثیت سے یہ ترجمہ ایک معمولی پڑھے لکھے انسان کی ذہنی سطح کے قریب ہونے کے باعث آسان بھی ہے اور پرکشش بھی،مگر اس کے ساتھ ہی اپنی سہولت و سلاست کے باعث اصحاب ذوق کی تسکین کا سامان بھی ہے، ایسی سلیس اور رواں اردو میں کتاب اللہ کے ایسے تراجم بہت کم ہیں، مترجم نے اپنی علمیت کا سکہ بٹھانے کی نسبت اپنے قاری کے استفادہ اور منفعت کو مقدم رکھا

ہے۔ زیادہ تفاصیل کی تو گنجائش نہیں ہے صرف چند اقتباسات بطور نمونہ کافی ہوں گے۔

سورۃ الفاتحہ ام القرآن یا کتاب عزیز کی اصل اور بنیاد ٹھہری ہے، یہ نمازی کی ایسی دعا ہے جس کے بغیر کوئی نماز ہو ہی نہیں سکتی، اسے سمجھنا، اس کی تلاوت کرنا اور اس کے معارف پر غور کرنا ہر مسلمان کے لئے دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات ہے، اس کا ترجمہ عرفان القرآن کا مصنف ہمارے لئے یوں پیش کرتا ہے:

''سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔ نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے، روز جزا کا مالک ہے، (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا، ان لوگوں کا نہیں جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ (ہی) گمراہوں کا''۔

(طاہرالقادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ترجمہ عرفان القرآن (سورۃ الفاتحہ) ، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلیکشنز، ۲۰۰۵ء، (ترجمہ آیات ۱ تا ۷) ص ۲)

یہ سادہ، سلیس اور عام فہم اسلوب بیان فاتحۃ الکتاب ام القرآن کو جس خوبصورت اور پرکشش انداز میں پیش کرتا ہے وہ جناب شیخ الاسلام ہی کا حصہ ہے۔

قرآن کریم کی مختصر ترین سورۃ الکوثر عربی حسن بیان اور فصاحت کا اعلیٰ نمونہ اور اس کتاب زندہ کے اعجاز کی زندہ و پائندہ مثال ہے۔ یہ وہ سورت ہے جس نے ولید جیسے خطیب ونقادِ قریش کو بھی حیرت میں ڈال دیا تھا اور وہ بھی یہ ماننے پر مجبور ہو گیا تھا کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے!! عرفان القرآن نے اس سورت کو اردو میں یوں پیش کیا ہے:

''بے شک ہم نے آپ کو (ہر خیر وفضیلت میں) بے انتہا کثرت بخشی ہے، پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں (یہ ہدیہ تشکر ہے)، بے شک آپ کا دشمن ہی بے نسل اور بے نام ونشان ہوگا''۔

(طاہرالقادری، ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، ترجمہ عرفان القرآن (سورۃ الکوثر) لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۵، ص ۹۹۹)

عرفان القرآن کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کو تفسیری حواشی سے بھی نہیں لادا گیا اس کے بجائے ترجمہ ہی سے بات واضح کرنے اور سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے، مگر اشد ضرورت کے پیش نظر بہت کم نوٹ دیئے گئے ہیں، اس سورۃ الکوثر کی تفہیم کے لئے یہ مختصر نوٹ دیا گیا ہے:

''کوثر سے مراد حوض کوثر یا نہر جنت بھی ہے اور قرآن اور نبوت و حکمت بھی، فضائل ومعجزات کی کثرت یا اصحاب واتباع اور امت کی کثرت بھی مراد لی گئی ہے، رفعت ذکر اور خلق عظیم بھی مراد ہے اور دنیا و

آخرت کی نعمتیں بھی، نصرت الٰہیہ اور کثرت فتوحات بھی مراد ہیں اور روز قیامت مقام محمود اور شفاعت عظمٰی بھی مراد لی گئی ہے''۔

(طاہرالقادری، ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، ترجمہ عرفان القرآن (سورۃ الکوثر) لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۵، ص ۹۹۹)

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر اپنے مضمون میں ترجمہ عرفان القرآن کا دیگر تراجم کے ساتھ تقابل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ترجمہ قرآن کو حواشی سے بوجھل بنانے کے بجائے یہ بہتر ہے کہ تفسیر لکھ دی جائے، قادری صاحب کے اس ترجمہ میں آپ کو حواشی کا یہ تفسیری بوجھ کم ہی نظر آئے گا، دامن اردو چونکہ بہت تنگ ہے اس لئے کتاب اللہ کے اعجاز معنی کی وسعتوں کو سمیٹنے کے لئے مترجمین اکثر و بیشتر بریکٹ استعمال کرتے ہیں، بریکٹ کے اندر یہ اضافی الفاظ اردو کی تنگ دامانی کا علاج ہے مگر قادری صاحب نے یہ ''علاج'' بھی اشد ضرورت اور بے حد تنگی کے وقت استعمال کیا ہے، اگر مترجمین قرآن ان اضافی الفاظ کو سلیس اردو کا حصہ سمجھتے ہوئے بریکٹ کے بغیر ہی جملوں میں بھر دیا کریں تو شاید قارئین بریکٹ کی الجھنوں سے نجات پا جائیں، جب ان الفاظ کی ضرورت ہے ہی تو انہیں اپنے حسن بیان کا حصہ بنایئے اور ترجمہ کو سلیس و رواں رکھیئے، تاہم عرفان القرآن کے ترجمہ میں ایسے بریکٹ بہت کم ہیں اور اشد ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔

اس ترجمہ کے چند ایک مقامات وقوف و تفکر قارئین کی نذر کرنا وقت کا تقاضا معلوم ہوتا ہے۔

کچھ اوصاف و خصائص انسانی ایسے بھی ہیں جو بظاہر ناگوار سے لگتے ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ الہام و کلام کی طرح نہیں ہوتے جیسے مذاق اڑانا اور تمسخر و استہزاء کرنا، تو کیا اللہ جل شانہ بھی ایسا کرتے ہیں؟ معاذ اللہ عموماً مترجمین قرآن ''استہزاء'' کا ترجمہ ٹھٹھا کرنا اور مذاق اڑانا اور ''مکر'' کا ترجمہ چال چلنا یا سازش کرنا ہی کرتے ہیں مگر کیا ان اوصاف کلام کی نسبت اللہ تعالیٰ سے بھی جائز ہے؟ یا استہزاء اور مکر جب اللہ کی نسبت سے ہو تو اس کا ترجمہ زیادہ مناسب الفاظ میں کر کے ایسی قباحتوں کے جوابات تلاش کرنے سے بچا جاسکتا ہے؟ جناب شیخ الاسلام اسی آخری روش کے قائل ہیں جو تمام مشکلات کا حل اور ہر سوال کا جواب تلاش کرنے کی آزمائش میں ہی نہیں ڈالتے! چنانچہ وہ سورہ بقرہ کی آیت ۱۵ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۔ (البقرہ ۲:۱۵)

''اللہ انہیں ان کے مذاق کی سزا دیتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے (تاکہ وہ خود اپنے انجام تک جا پہنچیں سو وہ خود) اپنی سرکشی میں بھٹک رہے ہیں''

(طاہرالقادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ترجمہ عرفان القرآن، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلیکشنز، ۲۰۰۵، ص ۵)

۲۔ یہ تو ان منافقین کی بات تھی جو اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک ﷺ اور اہل اسلام کے خلاف گھٹیا سازشوں اور کمینی حرکات میں منہمک رہتے تھے مگر اب بات آتی ہے ان ڈھیٹ اور پتھر دل مکار یہودیوں کی جو سیدنا مسیح بن مریم علیہ السلام کو ستانے، رسوا کرنے اور پھانسی دلوانے کے چکر میں تھے، اسی ضمن میں وارد ہونے والی سورۃ آل عمران کی آیت ربانی نمبر۵۴ کا ترجمہ ڈاکٹر قادری یوں کرتے ہیں:

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَاللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ. (آل عمران ۳:۵۴)

''پھر ان (یہودی کافروں) نے (عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لئے) خفیہ سازش کی اور اللہ نے (عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کے لئے) مخفی تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر مخفی تدبیر فرمانے والا ہے''۔

(طاہرالقادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ترجمہ عرفان القرآن، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۵، ص ۸۳)

اللہ کے نبی اور رسول، اس کے پیارے اور اطاعت گزار بندے ہیں جو اس کا پیغام بندوں تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ بلاشبہ نبی اور رسول، اللہ تعالیٰ کے مقرب ومحبوب لوگ ہوتے ہیں مگر نبی اور خدا میں فرق و امتیاز ہے، نبی خدا نہیں ہوتا اگرچہ خدا سے جدا نہیں ہوتا! اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک وہم پلہ نہیں ہے۔ نبی ایک نہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار تک ہیں، کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر و بربادی ہے مگر اللہ کے برابر کسی ایک کو بھی مان لینا شرک اور گناہ عظیم ہے جو نار جہنم کا سامان ہے، نبی اور رسول بشر ہوتے ہیں اس لئے فانی ہوتے ہیں جبکہ اللہ جل شانہ حی و قیوم ہیں، قرآن کریم کی سورہ آل عمران کی آیت ۱۴۴ میں اہل ایمان کو یہی فرق و امتیاز سمجھانے کے لئے فرمایا اور ڈاکٹر قادری صاحب نے اس حقیقت کو یوں حسن وخوبی کے ساتھ اردو میں ادا کیا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ. (آل عمران ۳:۱۴۴)

''اور محمد (ﷺ بھی تو) رسول ہی ہیں (نہ کہ خدا) آپ سے پہلے بھی کئی پیغمبر (مصائب اور تکلیفیں جھیلتے ہوئے اس دنیا سے) گزر چکے ہیں پھر اگر وہ وفات فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے (پچھلے مذہب کی طرف) الٹے پاؤں پھر جاؤ گے (یعنی کیا ان کی وفات یا شہادت کو معاذ اللہ دین اسلام کے حق نہ ہونے پر یا ان کے سچے رسول نہ ہونے پر محمول کرو گے) اور جو کوئی الٹے پاؤں پھرے گا تو وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑے گا اور اللہ عنقریب (مصائب پر ثابت قدم رہ کر) شکر کرنے والوں کو جزا عطا فرمائے گا''۔

(طاہرالقادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ترجمہ عرفان القرآن، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلیکشنز، ۲۰۰۵، ص ۱۰۰)

یہ ترجمہ اپنے حسن وجمال اور دلوں کے لئے سامان راحت وتسلی ہونے کے ساتھ ساتھ لمبی چوڑی تشریحات و تفاسیر سے بے نیاز کر دیتا ہے! اس ترجمہ کی یہی امتیازی شان ہے۔

قرآن کریم اخبار غیب کے علاوہ قصص وعبر ماضی اور عجائبات مستقبل کی باتوں پر بھی مشتمل ہے،

انسان کے لئے نامعلوم حقائق اور اسرار و رموز فطرت کی باتوں کا بھی پتہ دیتا ہے جن میں سے اکثر کو انسانی اکتشافات و ابداعات نے بے نقاب کردیا ہے اور مخبر صادق ﷺ کی باتیں فلق صبح کی طرح کھل کر واضح ہوچکی ہیں لیکن ابھی بہت کچھ باقی ہے جو سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ (حم السجدہ، ۴۱:۵۳) کے حکم ربانی کے مطابق انسان کو اعتراف حقیقت پر مجبور کردیں گے۔

اس میں وہ قرآنی پیشین گوئیاں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں جن میں سے کچھ تو خود نزول قرآن کے عہد کے انسانوں نے دیکھیں۔ جیسے فتح مند ایرانیوں پر چند سالوں میں مغلوب رومیوں کی فتح اور میدان بدر میں لشکر اسلام کی اولین فتح عظیم کی خوشیاں اور ان میں سے اکثر گذشتہ ڈیڑھ ہزار سال کے دوران میں سچ ثابت ہوچکی ہیں۔ تاریخی واقعات اور حقائق ماضی بھی آیات بینات کا موضوع ہیں، یہ بھی نئی بحث و تحقیق نے درست ثابت کردیئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی اس کتاب زندہ میں مستقبل کی باتیں بھی ہیں جو اہم بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔

نئی نئی دنیائیں سامنے آرہی ہیں جو پہلے انسان کے وہم و گمان میں نہ تھیں اور ایسی ایسی نامعلوم مخلوقات کے انکشافات ہورہے ہیں جو نہ کبھی آنکھ نے دیکھے اور نہ کان نے سنے تھے لیکن اللہ تعالیٰ بڑا رحیم وکریم اورشفیق ومہربان ہے اس نے یہ تمام باتیں ایسے اشارات میں قلب مصطفیٰ ﷺ پر اتاریں جو انسان کے لئے حیرت و پریشانی کا باعث کبھی نہ بنے تھے مگر یہ اشارات موجود ہیں اور ان میں سے بعض منکشف ہوکر حقیقت کا روپ دھار چکے ہیں۔ اب یہ کام قرآن کریم کے مترجم کا ہے کہ وہ ان اشارات کی نشاندہی کرے جو نزول قرآن کے وقت تو مخفی تھے مگر اب سامنے آچکے ہیں۔ ان اشارات میں سے وہ بھی ہیں جو آنے والے وقتوں میں حضرت انسان کے لئے نئی سے نئی سواریوں کی شکل میں سامنے آتی رہتی ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں ہمارے فاضل مترجم ایسے اشارات سے کیسے آگاہ ہیں اور آج کے انسان کو کس طرح آگاہ کرتے ہیں۔ سورت نحل کی آٹھویں آیت ہے جس کا ترجمہ ہمارے اس دعوے کی تصدیق کرے گا۔

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل، ۱۶:۸)

”اور (اسی نے) گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو (پیدا کیا) تاکہ تم ان پر سواری کرسکو اور وہ (تمہارے لئے) باعث زینت بھی ہوں اور وہ (مزید ایسی باز ینت سواریوں کو بھی) پیدا فرمائے گا جنہیں تم (آج) نہیں جانتے!“۔

(طاہر القادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ترجمہ عرفان القرآن، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ص ۴۰۸)

الغرض یہ ترجمہ قرآن ہماری اسلامی لائبریریوں میں ایک قابل قدر اور پرکشش اضافہ ثابت ہوگا۔

(مجلّہ منہاج القرآن، ماہنامہ، فروری ۲۰۰۶ء، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ص ۲۲ تا ۲۶)

☆☆☆☆☆

حضرت ذوالنون مصریؒ کی تعلیمات اور محاسبہ نفس

ملکہ صبا

ہم اولیاء کرام کی تعلیمات، فضائل، سیرت مبارکہ اور حیات مبارکہ کے بارے میں ہمیشہ ہی پڑھتے اور سنتے رہے ہیں۔ ان کی تعلیمات سن اور پڑھ کر بہت سے لوگ اصلاح پا لیتے ہیں لیکن ان سے کہیں زیادہ تعداد ایسی ہے جو بے فیض رہتی ہے۔ آج ہم ایک نئے انداز سے ایک چھوٹی سی کاوش بزرگان دین کی تعلیمات سے ''محاسبہ نفس'' کے ذریعے کرتے ہیں۔ شاید ہماری اس جدوجہد سے میری اور آپ سب کی زندگی میں بہتر تبدیلی رونما ہو جائے اور ہم سفر آخرت کی کچھ تیاری کر لیں۔ اللہ کی قربت اور اس کی راہ کے مسافر بن جائیں اور اپنی زندگیوں کو اکابر صوفیاء کرام کے بتائے ہوئے طریق پر ڈھال سکیں۔ اگر ہم تمام تعلیمات پر عمل نہ بھی کر سکیں تو کم از کم اتنی تبدیلی تو ضرور آ جائے کہ ابلیس کے پیروکار نہ بنیں اور صراط مستقیم کی راہ اختیار کر لیں۔

اس تحریر کا مقصد فقط محاسبہ نفس کے ذریعے یہ جاننا ہے کہ ہم کس درجہ صراط مستقیم پر گامزن ہیں اور کس حد تک ابلیس کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اگر ہم خدانخواستہ ابلیس کے پیروکار نکلے تو روز محشر رب العزت کی رحمت سے مایوس ہونا پڑے گا۔ لہٰذا ہم محاسبہ اور توبہ تائب کر کے رب العزت کو منا لیں تاکہ آقا الصلوۃ والسلام کے سامنے سرخرو ہو سکیں اور اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں پا سکیں۔ اب ہم حضرت ذوالنون مصریؒ کی تعلیمات کے ذریعے محاسبہ نفس کی مشق کریں گے۔

۱۔ حضرت ذوالنون مصریؒ سے پوچھا گیا کہ کمینہ کون ہے؟ فرمایا: جسے اللہ تک پہنچنے کا طریقہ معلوم نہ ہو اور کسی سے دریافت بھی نہ کرتا ہو۔

قارئین کرام! کیا ہم یہ جانتے ہیں کہ رب کی خوشنودی و قربت کا راستہ کیا ہے یا کیا یہ جاننے کی ضرورت محسوس کی ہے؟ ہم سب شروع سے ہی پڑھتے اور سنتے چلے آ رہے ہیں کہ بڑوں کا احترام کرو۔ یہ ایک عام فہم سی بات لگتی ہے۔ جبکہ یہ بہت بڑی عبادت ہے اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے کیونکہ حدیث مبارکہ ہے:

''جس نے زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دی اس پر جنت واجب ہے''۔

زبان کی ضمانت جبھی کوئی دے سکتا ہے جب اس کا اخلاق بلند ہو اور انسان کا اخلاق لوگوں کے ساتھ محبت، خوش کلامی، نرم گوئی، ادب و احترام سے ہی بلند ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی صوفی کے ہاں زانوئے تلمذ طے کرتا ہے تو سب سے پہلا درس ہی ادب کے بارے میں ہوتا ہے۔ ان کی تعلیمات کے مطابق ہر ایک کا ادب کرنا فرض ہے چاہے کوئی شخص آپ سے احسن سلوک روا رکھے یا نہ رکھے۔ وہ ہر حال میں ادب کو ہی فوقیت دیتے ہیں اور کئی صحابہ کرامؓ کا فرمان ہے کہ جتنا انہیں ادب سے قرب حاصل ہوا اور کسی اور چیز سے حاصل نہ ہوسکا۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء کرام اپنے ماننے والوں کی اصلاح و تربیت کا زیادہ تر وقت ادب پر ہی دیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد صبر ایسا ذریعہ ہے جو رب کے بے حد نزدیک کردیتا ہے۔ چاہے وہ دنیا کی دی گئی تکالیف پر ہو یا پھر رب قادر کی آزمائش پر ہو اور یہ صبر انسان میں اللہ پر توکل کو مضبوط کرنے سے ہی آتا ہے۔

اب ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ ادب اور صبر کرنا چاہئے لیکن کیا اس انداز سے کبھی ہم نے سوچا کہ اس کے کتنے بڑے درجے ہیں اور اس کے ذریعے سے ہم قرب الٰہی پاسکتے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ہم نماز روز پڑھتے ہیں لیکن اس کو سمجھ کر پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس میں کیا کیا وعدہ کررہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس کی روح کو نہیں پاتے جس کی وجہ سے ہم فیوض و برکات سے محروم رہتے ہیں جبکہ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ. (العنکبوت)

''بے شک نماز بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتی ہے''۔

بے حیائی کے کاموں سے نجات تو تب ملے جب ہم حالت نماز میں رب سے کئے وعدے ''صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ'' پر غور و غوض بھی کریں کہ وہ انعام یافتہ لوگوں کا راستہ کیا تھا؟ جب ہم ان کی تعلیمات کو سمجھیں گے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو اپنی ذات و کردار میں پیوست کرلیں تو یہی چھوٹی چھوٹی عبادات رب کی قربت کا باعث بن جائیں گی لیکن ہمارا تو حال یہ ہے کہ اگر کوئی چھوٹا ہو یا بڑا ہمیں اس نے غلط یا صحیح کچھ کہہ دیا تو ہم جب تک اسے جواب نہ دے دیں صبر ہی نہیں آتا جبکہ رب تعالیٰ اور اس کے انعام یافتہ بندوں کی تعلیمات یہ ہیں کہ اگر کوئی ہم سے زیادتی بھی کرے تو بھی اس کے ساتھ درگزر کریں جس کے باعث رب تعالیٰ خوش ہوکر اپنے قرب کی لذت سے مالا مال کردیتا ہے کہ یہ بندہ میری رضا کی خاطر ہر ایک کی زیادتی بھی برداشت کرلیتا ہے۔

۲۔ قلب کو ماضی و مستقبل کے چکر میں نہ ڈالو یعنی گزرے ہوئے اور آنے والے وقت کا تصور قلب سے نکال کر صرف حال کو غنیمت جانو۔

ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ماضی کی تلخیوں پر پچھتاتے رہتے ہیں اور آنے والے کل کی فکر نہیں کرتے۔ اگر ہم پچھلی سوچ و بچار میں ٹائم گزار دیں اور اچھے وقت کا انتظار کرتے رہیں تو پھر مایوسی چھا جاتی ہے اور یہ مایوسی انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ بعض اوقات بہت زیادہ محنت کر کے بھی بندہ وہ نتائج نہیں پا سکتا جو وہ چاہتا ہے لہذا اگر اس پر رضائے رب سمجھ کر بندہ صبر نہیں کرتا تو وہ گمراہ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح شادی بیاہ کے بارے میں عوام الناس پریشان ہیں اور زیادہ عمر کے باعث وہ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ کسی نے رشتے بند کروادیئے ہیں۔ پھر اس سلسلے میں جعلی پیروں کے پاس جا کر اپنا ایمان کمزور کر لیتے ہیں۔ اگر شادی ہوجائے اور اولاد نہ ہو تو پھر وہی سوچ و بچار حالانکہ یہ تمام امور اللہ رب العزت نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں۔ لہذا انسان کو اپنا توکل اللہ پر مضبوط رکھنا چاہئے کہ وہی رازق ہے جتنا نصیب میں لکھا ہے اتنا ہی ملے گا اور جب ملنا ہے تب ہی ملے گا۔ اسی طرح شادی اور اولاد کا بھی وقت مقرر ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ اس طرح مستقبل کی فکر کو چھوڑ کر انسان اپنے حال میں جدوجہد کرتا رہے اور ساتھ بھروسہ اس کی ذات پر رکھے تو وہ کامیاب و کامران ہوجاتا ہے۔

اس ضمن میں ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ جتنی فکر ہمیں دنیاوی مستقبل کی رہتی ہے کیا ہم نے کبھی اتنی فکر آخرت کے مستقبل کی کی ہے کہ اگر ہم بندگی کا حق ادا نہ کر سکے تو وہاں ہمارا کیا حال ہوگا۔ ہمارا نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں نہ آیا تو ہمارا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ سوچئے۔۔۔ ہم کہاں جارہے ہیں کیا ہم اسی زندگی کے باسی ہیں یا کہیں اور کا بھی سفر کرنا ہے لیکن صوفیاء کرام جو اللہ کے ہدایت یافتہ ہیں۔ وہ اس قدر اس کی مخلوق سے محبت کرتے ہیں کہ صرف دنیاوی زندگی جو کہ عارضی زندگی ہے اس کے مستقبل کی فکر کی بجائے اخروی زندگی جو دائمی زندگی ہے کی فکر کرنے سے آشنا کرتے ہیں کیونکہ بندہ جب اپنے گناہوں پر نظر کرتا ہے تو وہ جان بیٹھتا ہے کہ اب ہماری نجات ممکن نہیں لیکن یہ رب العزت کے چنیدہ بندے ہوتے ہیں جنہیں آپ اور ہم اولیاء کرام اور صوفیاء کرام کے نام سے جانتے ہیں جو لوگوں کو حیات نو بخشتے ہیں اور رب کے رحیم و کریم ہونے کا اعتراف کراتے ہیں کہ غم نہ کرو اور سچے دل سے تائب ہو کر زندگی بسر کرو، یوں تم رب کی رحمت و قربت حتیٰ کہ محبت کے بھی حقدار ہوجاؤ گے۔

اللہ رب العزت کے انعام یافتہ اشخاص صرف حال کو بہتر بنانے کا کہتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے مادی زندگی و ابدی زندگی کے حالوں کو ایک ساتھ بہتر کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ یہ بہت آسان طریقہ عمل ہے۔ انسان حلال رزق و روزی کی تگ و دو کرتا رہے۔ کسی کی دل آزاری نہ کرے اور دل خدا کی یاد میں گامزن رہے تو انسان نجات پاجاتا ہے۔

۳۔ اپنے ظاہر کو خلق کے اور باطن کو خالق کے حوالے کردو اور خدا سے ایسا تعلق قائم کرو جس کی وجہ سے وہ

تمہیں مخلوق سے بے نیاز کردے اور یقین پر شک کو ترجیح نہ دو۔

اب ظاہر کو خلق کے حوالے کس طرح کریں؟ اس طرح کہ وہ روزی کمائے، بچوں کی پرورش کرے، اچھا کھلائے، اچھا پہنائے، لوگوں سے گھلے، ملے سب کام کرے لیکن خیال یہ کرے کہ حلال روزی کمانا عبادت ہے، بچوں کی بہتر پرورش کرنا بھی عبادت اور صدقہ جاریہ ہے۔ اگر اولاد کی پرورش اچھی ہوگی تو اس سے اچھا معاشرہ تشکیل پائے گا اور وہ اچھا شہری بنے گا۔ اچھا کھلانے کو عبادت سمجھے اور لوگوں سے میل جول رب کی رضا کے لئے کرے کیونکہ یہ بھی عبادت ہے۔ جب انسان تمام کام رب کی رضا کے لئے کرتا ہے تو ایسے شخص کا باطن خدا کے ساتھ جڑ جاتا ہے اور ایسا تعلق قائم ہوتا ہے کہ وہ تمام مخلوق سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔ اس میں دکھلاوا ختم ہوجاتا ہے اور خلوص پیدا ہوتا ہے۔ اس سے اسے رب پر یقین کامل ہوجاتا ہے۔

یہ جو فرمایا کہ یقین پر شک کو ترجیح نہ دو اس لئے کہ شک انسان کو دنیاوی زندگی میں نہایت نقصان پہنچاتا ہے یہ خصلت خواتین میں بیش بہا پائی جاتی ہے۔ مادی دنیا میں اگر کوئی سودا کرتا ہے اور شک آجائے تو وہ چھوڑ دیتا ہے۔ چاہے وہ جتنا بھی سود مند کیوں نہ ہو۔ اسی طرح ازدواجی زندگیاں بھی شک کی وجہ سے برباد ہوجاتی ہیں گھر میں دو نندیں بات کررہی ہوں تو بھابھی کے ذہن میں یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ ضرور میری بات کررہی ہوں گی یا دو بھابھیاں بات کررہی ہوں تو نند کے ذہن میں سوال اٹھتا ہے ضرور میری برائی کررہی ہوں گی۔ یہ صورتحال گھر میں انتشار کا سبب بنتی ہے۔

اسی طرح روحانی سفر میں بھی انسان اگر سوچتا ہے کہ نماز پڑھ رہا ہوں پتہ نہیں قبول ہوگی یا نہیں ہوگی؟ رب کو مناسکوں گا یا نہیں؟ میری بخشش ہوگی یا نہیں؟ تو وہ دلجمعی کے ساتھ عبادات و ریاضت نہ کرسکے گا اور رب تعالیٰ بھی غافلوں کی عبادات قبول نہیں کرتا لہذا شک کو کبھی بھی دل میں جگہ نہیں دینا چاہئے اور اس کی ذات پر کامل یقین ہونا چاہئے کہ وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرتا ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ کوئی مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اسے بخش دوں گا اور دنیاوی زندگی میں بھی شک کے بجائے یہ سوچنا چاہئے اگر کوئی برائی کرے گا تو میرے گناہ کم ہوں گے اور رب ہمارے درجات بلند کرے گا۔ ایسی سوچ سے انسان مخلوق کی پرواہ کئے بغیر رب کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوط کرلیتا ہے جس کے باعث وہ نجات پاجاتا ہے اور صبر کی منزل کا مسافر بن جاتا ہے۔

۴۔ مصائب میں صبر کرتے ہوئے زندگی خدا کی یاد میں گزارو۔

جب ہم پر کوئی مصیبت یا پریشانی آتی ہے تو اس کو رب کی رضا سمجھ کر اس پر صبر کرنے کی بجائے ہم شکوہ و شکایت شروع کردیتے ہیں کہ ساری تکلیفیں ہمارے لئے ہی رہ گئی ہیں۔ کیا کبھی ہم نے یہ سوچا ہے یہ

کفریہ جملہ ہے یا پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ پتہ نہیں ہم سے ایسی کون سی غلطی ہوگئی کہ اللہ کی طرف سے یہ پریشانی اور تکلیف آئی ہے۔ کبھی ہم نے یہ سوچا ہے کہ رب العزت جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے اسے تکالیف میں مبتلا کرکے آزمائش کرتا ہے اور پھر اس کے تائب ہونے پر معاف کردیتا ہے۔ انسان کو اگر ایک کانٹا بھی لگتا ہے تو اس پر بھی صبر کرنے سے اللہ رب العزت اسے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے اور جب کسی سے حد درجہ ناراض ہوجاتا ہے تو اس کو کھلی چھٹی دے دیتا ہے۔ جبکہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ دیکھو وہ کس طرح گناہ کرکے دندناتا پھرتا ہے اس کے باوجود بھی گرفت نہیں ہوتی لہذا ہم نے یہ کبھی سوچا ہے کہ اللہ رب العزت نے انبیاء کرام جو نہایت معصوم تھے اور خطاؤں سے مبراء تھے کو کس طرح آزمایا ہے؟ جیسے حضرت ایوب علیہ السلام برس ہا برس تکلیف میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی رب کی حمد وثنا میں ہمہ وقت مصروف رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کتنے برس تک مچھلی کے پیٹ میں ذکر و اذکار کرتے رہے اور خود ہمارے آقا علیہ السلام جو کہ محبوب رب العالمین ہیں کس قدر مصائب میں گرفتار رہے اور دین اسلام کا پرچار کرتے رہے۔ یہ تو وہ لوگ تھے جو دین کے پرچار میں جان و مال حتی کہ جسم کی بھی خیرات کرچکے تھے۔ پھر ان پر مصائب و آلام کیوں آئے اس لئے کہ رب تعالیٰ جن کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے انہیں مصائب میں مبتلا کرکے صبر کی منازل طے کراتا ہے اور اس کے ذریعے ان کے درجات میں بلندی عطا کرتا ہے۔ ہم تو اپنے اعمال کے باعث مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں مگر رب العامین جو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے مصائب پر صبر سے ہمارے نہ صرف گناہ معاف کرتا ہے بلکہ درجات میں بھی بلندی عطا کرتا ہے۔ بتائیے یہ ستا سودا ہوا یا مہنگا۔

۵۔ "اخلاص میں جب تک صدق و صبر شامل نہ ہو اس وقت تک اخلاص مکمل نہیں ہوتا اور خود کو ابلیس سے محفوظ رکھنے کا نام اخلاص ہے اور اہل اخلاص وہ ہوتے ہیں جو اپنی تعریف سے خوش اور برائی سے ناخوش نہ ہوں اور اپنے اعمال کو اس طرح فراموش کردیں کہ روز محشر اللہ تعالیٰ سے ان کا معاوضہ بھی طلب نہ کریں"۔

اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو کیا ہم اپنی تعریف پر خوش اور برائی پر ناراضگی کا اظہار نہیں کرتے۔ کیا ہم تکلیف پر صبر کرتے ہیں اور کیا ہم گناہوں میں ڈوبے ہوئے نہیں ہیں۔ اسلام میں اخلاص یہ ہے کہ روز محشر اہل اخلاص، اپنے اعمال کا معاوضہ بھی طلب نہیں کریں گے۔ وہ رب کی خوشنودی کے لئے وہ کام کرتے ہیں جن کو کرنے کا انہیں حکم دیا گیا ہے اور ان کاموں سے رکتے ہیں جنہیں کرنے سے منع فرمایا گیا ہے جبکہ ہم اپنے کھلے دشمن شیطان کے پیروکار بنے ہوئے ہیں؟ روز محشر سب سے غریب شخص وہ ہوگا جس نے عبادات بھی سب سے زیادہ کی ہوں گی، سخاوت بھی سب سے زیادہ کی ہوگی اور جس کا خاتمہ بھی جنگ میں لڑتے ہوئے ہوا ہوگا۔ لیکن

وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوگا کیوں کہ اس نے سخاوت اس لئے کی ہوگی کہ لوگ اسے سخی کہیں۔ عبادات اس لئے کی ہوں گی کہ لوگ عابدین میں اس کا شمار کریں، جنگ اس لئے دشمنوں سے کرے گا کہ لوگ اسے شہید کہیں۔ لہذا انسان جب خالص رب کی رضا کے لئے کوئی کام نہیں کرتا تو رب بھی اسے دنیا میں یہی درجات دے کر آخرت کے ثمرات سے محروم کردیتا ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایسی حالت کو اپنائیں کہ ایک کھجور کا صدقہ تمام صدقات پر بھاری ہوجائے جیسے غزوۂ بدر کے لئے اکثر صحابہ کرامؓ نے بہت زیادہ مالی مدد کی۔ مگر ایک شخص محنت ومشقت کر کے ایک کلو کھجور لے کر آیا اور شرمسار تھا کہ اور اس کے پاس کچھ نہ تھا لیکن آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے تمام صدقات کے ڈھیر پر بکھیر دیا اور کہا کہ اس کا اجر سب سے زیادہ ہے۔ یہ مرتبہ اس کو فقط اپنے تقویٰ واخلاص کی بنیاد پر نصیب ہوا۔

کیا ہم توبہ و تائب کے ذریعے رب کے ساتھ اپنے تعلق بندگی کو مضبوط نہیں کرسکتے۔ ہم واقعی سچے تائب ہوجائیں تو ہماری حالتیں ضروری بدل جائیں گی۔ رب تو اس قدر غفورالرحیم ہے کہ ایک کتا جونجس بھی ہے اپنی خصلت بدل دیتا ہے تو اس کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کرتا ہے اور جنت کی بشارت بھی دی جاتی ہے قرآن کریم میں ہے کہ جس طرح اصحاب کہف کی کروٹیں بدلی جاتی ہیں اسی طرح سے اس کتے کی بھی بدلی جاتی ہیں تو کیا ہم پر رب اپنی رحمتیں و برکتیں نازل نہیں کرسکتا یہ تب ہی ممکن ہوسکتا ہے جب انسان سچی لو رب سے لگالے اور دنیاوی ونفسانی خواہشات کو دل سے نکال کر باہر کرے پھر وہ انسان جسے رب نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اس کو اپنے قرب کی لذت سے مالا مال کردیتا ہے اور وہ انسان انسان مرتضیٰ بن جاتا ہے یہ دولت صرف اخلاص سے حاصل ہوسکتی ہے۔

ان تمام تعلیمات پر عمل ہم اس وقت کرسکتے ہیں جب ہم بھی اللہ کے پیاروں کے ساتھ جڑ جائیں جن کا تعلق ہمہ وقت رب سے جڑا ہوا ہو اور وہ آپ کو رب کی بارگاہ کے ساتھ جوڑ دیں۔ اسی کی ایک لڑی منہاج القرآن بھی ہے جس کے بانی وسرپرست اعلیٰ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہم کو اہل اللہ کی باتیں بتایا کرتے ہیں اور تربیت کرتے ہیں تاکہ ہمارا رب تعالیٰ کے ساتھ ٹوٹا ہوا تعلق بحال ہوکر ایسا جڑے کہ مضبوط ہوجائے۔ ان کی تحریک سے نسبت و وابستگی قائم کریں کیونکہ اس دور فتن میں ضرورت ہے کہ ہر انسان کسی کے ساتھ جڑ جائے ورنہ وہ بے راہ روی کا شکار ہوجائے گا۔ عوام الناس کے لئے نیک لوگوں کو تلاش کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے اس تحریک کے لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنا اخلاق، اخلاص، صبر، عفو درگزر ایسا بنائیں کہ لوگ دیکھ کر جوق در جوق اس میں شمولیت اختیار کریں اور کہیں یہ سچے لوگ ہیں۔ سچی بات کرتے ہیں۔ ان کے قول وفعل میں تضاد نہیں ہے اور ان سے زانوئے تلمذ طے کرنے والوں کا یہ حال ہے تو خود ان کی شخصیت کیسی ہوگی؟ ☆☆☆☆☆

قائداعظم کے بارے میں خواتین کے تاثرات

مرتب: نازیہ عبدالستار

قائداعظم کے بارے میں ان کے سیاسی مخالفین اور غیر محققین عام طور پر یہ تاثرات دیتے رہے ہیں کہ وہ بڑے سخت گیر، ترش رو، کم گو اور خواتین سے بڑی حد تک الگ تھلگ رہنے والے اور گریز کرنے والے شخص تھے لیکن جن خواتین اور مردوں نے قائداعظم کے بارے میں تاثرات قلم بند کئے ہیں اگر ان کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ ان لوگوں کی آراء قائداعظم کے خلاف محض ایک پروپیگنڈا ہے۔ اس آرٹیکل میں ہم قائداعظم کے بارے میں ان خواتین کے تاثرات سامنے لائیں جنہوں نے تحریک پاکستان سے قبل یا بعد میں کسی موقع پر قائداعظم سے ملاقات کی سعادت حاصل کی ہے۔

ا۔ بیگم سلمیٰ تصدق حسین

بیگم سلمیٰ تصدق حسین کو تحریک پاکستان میں طویل عرصہ تک کام کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ انہیں متعدد بار قائداعظم سے ملاقات اور گفتگو کرنے کے مواقع ملے۔ وہ قائداعظم سے براہ راست ملاقات کے بعد واقعات کی یاد تازہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

قائداعظم جب کسی بڑے جلسہ سے خطاب کرتے تو سب سے پہلے اس بات کا اہتمام کرواتے کہ عورتوں کے لئے پنڈال میں الگ جگہ مختص ہے۔ وہ اس بات پر بھی بطور خاص زور دیا کرتے تھے کہ مقررین میں عورتوں کے نام شامل کئے گئے ہیں۔ اپنی تقاریر میں قائداعظم نے فرمایا کہ عورتوں کو جدوجہد آزادی میں بھرپور حصہ لینا چاہئے کیونکہ وہ قوم کا دوسرا بازو ہیں۔ ایک عورت کے بغیر زندگی نامکمل ہے۔ قائداعظم نے عورت کو روایتی ماحول سے نجات دلائی۔ آپ نے خواتین کا اعتماد بحال کیا کہ عورت سیاسی میدان میں مردوں کے دوش بدوش اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ آپ عورتوں کے ساتھ نہایت شفقت فرماتے تھے، وہ جب بھی لاہور آتے ممدوٹ والا میں قیام کرتے اور اس دوران خواتین کے جتنے بھی وفود آتے اس سے کھل کر تبادلہ خیال کرتے۔ ایک بار ایک بوڑھی

عورت نے قائداعظم سے ان کی صحت کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا اور کہا جناب عالی خدا کے لئے اپنی صحت سے غفلت نہ برتیں۔ آپ کی صحت باقی ہر چیز سے زیادہ اہم ہے۔ آپ کوئی ٹانک وغیرہ استعمال کیا کریں۔

قائداعظم مسکرائے اور فرمایا:

''آپ کا بہت شکریہ، میری صحت خراب نہیں ہے، بات صرف یہ ہے کہ مجھے کام بہت زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر آپ لوگ مجھ سے زیادہ کام کرنا شروع کر دیں تو اس سے بڑا ٹانک میرے لئے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

بیگم سلمیٰ تصدق کہتی ہیں کہ ایک بار میں نے قائداعظم سے دریافت کیا: ''جناب سنا ہے کہ بمبئی میں آپ کا گھر بہت خوبصورت بنا ہوا ہے''۔ قائداعظم نے جواب دیا:

میں گھر کے بارے میں تو کچھ کہہ نہیں سکتا لیکن میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ میرا ذاتی کمرہ زیادہ سے زیادہ آرام دہ ہو تاکہ جب میں دن بھر کی سخت محنت کے بعد گھر آؤں تو آرام کی نیند سو سکوں۔ مجھے پرسکون ماحول میسر ہو۔ ایک اور جگہ بیگم صاحبہ رقمطراز ہیں کہ میں نے قائداعظم سے پوچھا:

''جناب لوگ ہم سے اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ قائداعظم نے مسلم لیگ میں تمام نوابوں اور سرداروں کو کیوں شامل کیا؟''

انہوں نے غور سے میری طرف دیکھا اور نرمی سے جواب دیا: وہ سب تعلیم یافتہ اور مہذب لوگ ہیں وہ قوم کے مفاد میں ہمارے ساتھ کام کر رہے ہیں اور مسلم لیگ کے اخراجات میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں جب میں نے مسلم لیگ کا انتظام سنبھالا تھا۔ تو اس کا مکمل اثاثہ ایک ٹائپ رائٹر تھا۔ ان لوگوں نے دل کھول کر ہماری مدد کی ہے اور اپنے تمام تر ذرائع سے مسلمانوں کو سیاسی تعلیم دینے کی کوشش کی ہے۔

بیگم شائستہ اکرام اللہ

بیگم شائستہ اکرام اللہ نے قیام پاکستان کے سلسلے میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کا قول ہے کہ قائداعظم عورت کی عظمت، ترقی، ارتقاء اور سیاسی بیداری کے زبردست حامی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ پٹنہ میں ہونے والے اجلاس میں جب مسلم لیگ وومن سب کمیٹی بنائی گئی تو اس کے اغراض و مقاصد کے روح رواں قائداعظم کے مندرجہ بالا افکار ہی تھے۔ یہ مقاصد حسب ذیل تھے۔

۱۔ مسلم لیگ کے زیر اہتمام صوبائی اور ضلعی سطحوں پر وومن سب کمیٹیوں کا قیام

۲۔ مسلم لیگ میں زیادہ سے زیادہ مسلم خواتین کی شمولیت کا اہتمام

۳۔ ہندوستان کی مسلم خواتین میں زیادہ سے زیادہ سیاسی شعور کی بیداری

۴۔ مسلم معاشرے میں خواتین کی ترقی اور ارتقاء کے سلسلے میں ان کی راہنمائی

قائداعظم کی ہدایت پر ہم خواتین یہ پیغام لے کر گھر گھر پہنچیں۔اس طرح خواتین میں بیداری کی روح پیدا ہوئی۔ اس کے علاوہ لیڈی ہارون کے زیر صدارت خواتین کا ایک سیشن منعقد ہوا جس میں خواتین کی تعلیم اور ان کی معاشرتی اصلاح پر زور دیا گیا۔ ان ہی دنوں مسلم لیگ کا مردانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں خواتین کو بھی ڈائس پر جگہ دی گئی۔ قائداعظم بہت زیادہ حساسیت کے خلاف تھے۔ وہ ٹھنڈے دل سے سوچ بچار کے بعد کئے گئے عقلی فیصلوں کی تلقین کیا کرتے تھے۔ وہ ڈرامائی باتوں کی نسبت ٹھوس کام کے از حد قدر دان تھے۔ ایک بار میرے بارے میں ہندوستان ٹائمز اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا۔اس مضمون میں مجھ پر بہت ناروا اور بے جا تنقید کی گئی تھی۔ میں قائداعظم کے پاس گئی خیال تھا کہ وہ میری دلجوئی اور اخبار کی مذمت کریں گے لیکن انہوں نے فرمایا:

جہد آزادی میں آپ کو اس قسم کی صورت حال کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔اس ناروا تنقید کا مطلب یہ ہے کہ دشمن آپ کی جدوجہد سے خائف ہونے لگے ہیں۔آپ نے ایک لمحہ توقف کیا پھر گویا ہوئے۔ ہر روز اخبار میں میرے بارے میں جانے کیا کیا لغویات تحریر کرتے ہیں۔ اگر میں پڑھ کر پریشان ہوجاؤں پھر کیا ہوگا۔

جب میں مطمئن ہوکر واپس آنے لگی تو فرمایا: چھوٹی چھوٹی باتوں پر خود کو پریشان نہ کیا کریں۔آنے والے برسوں میں جب انتہائی غلط اور رسواء کن پروپیگنڈا میرے بارے میں کیا گیا تو قائد کی نصیحت میرے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی اور میں زیادہ سے زیادہ لگن کے ساتھ جدوجہد آزادی میں آگے بڑھتی چلی گئی۔

بیگم جی اے خان

بیگم جی اے خان تحریک پاکستان کی ممتاز راہنما خواتین میں سے ایک ہیں۔انہوں نے قائداعظم کی زیر ہدایت قائم ہونے والی گرل گائیڈ تحریک کو منظم کیا اور اسے فعال بنانے کے سلسلے میں گراں بہا خدمات سرانجام دیں۔ قائداعظم کے بارے میں جو تاثرات انہوں نے قلم بند کئے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ قائداعظم کی تمنا تھی کہ خواتین کے کردار وعمل میں ایسی خوبیاں پیدا ہوں جو کہ ایک عورت کا طرہ امتیاز ہیں۔ انہوں نے اس کی مثال قائم کرنے کے لئے محترمہ فاطمہ جناح کی تربیت اپنی نگرانی میں کی۔ قائداعظم کہا کرتے تھے کہ برصغیر کی خواتین میں ایک انقلابی تبدیلی کی ضرورت ہے۔کوئی بھی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک اسے اپنی خواتین کی امداد وتعاون حاصل نہ ہوا۔

قائداعظم کا خیال تھا کہ خواتین دکھی انسانوں کی خدمت مردوں سے زیادہ اچھے انداز میں کرسکتی ہیں۔

تخلیق پاکستان کے بعد جب بڑی تعداد میں ریفیوجی سرحد پار سے آنے لگے تو ان کی امداد و دلجوئی کے لئے قائداعظم نے خواتین پر مشتمل ایک ریلیف کمیٹی قائم کی۔ فاطمہ جناح اس کمیٹی کی صدر تھیں۔

جب میں نے گرل گائیڈ تحریک کے سلسلہ میں کام شروع کیا تو قائداعظم نے مجھے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: نوعمر لڑکیوں کی تربیت صحیح طریقے سے کیا کرو۔ یہی آگے چل کر قوم کی صحیح خدمت کریں گی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قائداعظم خواتین سے کس قدر زیادہ توقع رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ جب ایک وفد کے ہمراہ مجھے بیرون ملک بھیجا جارہا تھا تو قائداعظم نے اس موقع پر میری رہنمائی یوں فرمائی:

”جب بھی کسی دوسرے ملک میں جائیں تو وہاں پر آپ کی رہائش، طرز گفتگو، تعلقات کردار اور کپڑے وغیرہ ایسے ہونے چاہئیں جس سے لوگوں کو آپ کے ملک کی معاشرت کے بارے میں آگاہی ہو۔ آپ کے ملک سے دلچسپی پیدا ہو اور ایک اچھی رائے قائم کرسکیں“۔

ڈاکٹر پروین شوکت علی

ڈاکٹر پروین شوکت علی جناح اسلامیہ کالج برائے طالبات لاہور قائداعظم کی تشریف آوری اور ان کے خطاب کی روداد قلم بند کرتی ہیں کہ قائداعظم ہی وہ راہنما تھے جنہوں نے برصغیر کی خواتین کو آزادی سے محبت اور مرد کے ساتھ برابری کا درس دیا۔ اور قائداعظم نے اپنی تقریر میں فرمایا:

کوئی قوم اپنی خواتین کے بغیر ترقی کی منزلیں سر نہیں کرسکتی۔ اگر مسلمان خواتین نے مردوں کو ایسے انداز میں تعاون دیا جس طرح پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں دیا تھا تو ان شاء اللہ ہم سب بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے۔

محترمہ شمیم جالندھری

محترمہ شمیم جالندھری تحریک پاکستان کے ان تھک کارکنوں میں سے ایک ہیں جن کا جوش و جذبہ ابھی تک اس طرح برقرار ہے۔ قائداعظم کے بارے میں ایک واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے نواں کوٹ میں واقع جائیداد کو تعلیمی مقاصد کے لئے وقف کرنے کا اعلان کیا اور تالیوں کی گونج میں اسٹیج سے اتر کر دیگر انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے چلی گئیں۔ اسی دوران دوسری مقررہ نے اظہار خیال شروع کردیا۔ میں اگلی صفوں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اچانک قائداعظم نے انگلی کے اشارے سے مجھے بلایا۔ میں کشاں کشاں ان کے پاس گئی تو انہوں نے فرمایا کہ فاطمہ کو واپس بلاکر لاؤ۔ میں بھاگی بھاگی گئی اور فاطمہ بیگم کو بلا لائی۔ قائداعظم نے ان سے

انگریزی میں مخاطب ہوکر کہا کہ تم نے ابھی ابھی جو کچھ کہا ہے اسے بلیک اینڈ وائٹ میں بھی پیش کرو۔ فاطمہ بیگم نے جواب دیا کہ جناب میں یہ بھی کرچکی ہوں۔ ابھی آپ کے حضور پیش کرتی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد چاندی کے ایک لمبے ڈبے میں فاطمہ بیگم نے انتقال جائیداد کے کاغذات سب کے سامنے قائداعظم کو پیش کر دیئے۔ اس واقعہ سے قائداعظم کی اصول پرستی کی ایک واضح تصویر سامنے آتی ہے۔ وہ جو کام بھی کرتے تھے قانونی طریقے سے کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اچھے کام میں تاخیر نہ کی جائے۔

بیگم رعنا لیاقت علی خان

بیگم رعنا لیاقت علی خان کہتی ہیں: قائداعظم عام زندگی میں جب بھی ملتے نہایت خلوص سے ملتے۔ بیگم رعنا لیاقت علی خان قائداعظم کی شگفتہ مزاجی اور حاضر جوابی کے بارے میں بھی ایک اقعہ سنایا کرتی تھیں جو کچھ اس طرح سے ہے کہ بیگم رعنا لیاقت علی خان کی بہن کی شادی رائے بہادر ایشور داس سوہنی کے لڑکے دیوی چند سوہنی سے ہوگئی۔ انہوں نے سری نگر میں قائداعظم اور مس فاطمہ جناح کو لیاقت علی خان اور ان کی بیگم کے ہمراہ مدعو کیا۔ یہ لوگ قائداعظم سے پہلے بھی مل چکے تھے۔ اس دفعہ کے ڈنر میں قائداعظم سے کہا ”آخر آپ بھی شادی کیوں نہیں کر لیتے“؟ قائداعظم نے برجستہ فرمایا: لیاقت سے کہو میرے لئے بھی کوئی رعنا ڈھونڈے۔

جمیلہ شوکت عمر

جناب شاہد حامد ان شخصیات میں سے تھے جو کسی بھی وقت قائداعظم کی رہائش گاہ پر جا کر ان سے گفتگو کر سکتے۔ قائداعظم ان سے بڑی شفقت فرماتے تھے شاہد حامد کہتے ہیں کہ میری ایک بہن جمیلہ ہندوستان واپس آئی۔ وہ بہت پڑھی لکھی خاتون تھی۔ وہ عالمی سیاست کے اتار چڑھاؤ پر گہری نگاہ رکھتی تھی۔ ذہنی رجحان کے لحاظ سے وہ سوشلسٹ خیالات کی حامل تھی۔ اس سبب سے وہ مسلم لیگ کے پروگرام سے اختلاف رکھتی تھی۔ دوسرا وہ ہندوستان کی تقسیم کے نظریئے سے بھی متفق نہیں تھی۔ لہذا گھریلو مباحثہ کے دوران اکثر قائداعظم کے خلاف دلائل دیتے ہوئے جذبات کی انتہا کرتی چلی جاتی تھی۔ مجھے یہ بات ناگوار گزرتی تھی۔ میں نے ایک دن جمیلہ سے کہا کہ وہ قائداعظم سے ایک ملاقات کرے تاکہ ان کے بارے میں کوئی صحیح رائے قائم کر سکے۔ جمیلہ نے کہا کہ وہ قائداعظم سے ملاقات کے لئے تیار ہے لیکن وہاں ان سے مرغوب ہونے کے لئے نہیں بلکہ ان کے منہ پر کھری کھری سنانے اور ان کے پروگرام پر تنقید کرنے کے لئے جائے گی۔ میں نے قائداعظم سے اس بات کا ذکر کیا تو وہ مسکرانے لگے۔

”ینگ مین۔۔۔ اپنی بہن کو کل ہی میرے گھر لے آؤ“۔ میں دوسرے روز حسب وعدہ جمیلہ کو ہمراہ لے کر اورنگ زیب روڈ پر ان کی کوٹھی پر جا پہنچا۔ قائداعظم نے فوراً اندر بلوالیا اور شفقت سے ملے اور جمیلہ نے

حسب معمول سخت لہجہ میں قائداعظم اور مسلم لیگ پر تنقید کرنا شروع کردی۔ کبھی کبھی تو ان سے اتنی بلند ہوجاتی کہ میں سہم جاتا اور قائد کے احترام کے پیش نظر بہن کی گفتگو میں مداخلت کرتا۔ میرا منہ کھلتے ہی قائداعظم فرماتے ینگ مین انہیں بولنے دو۔

لہذا جمیلہ کی تقریر ایک گھنٹہ سے زائد دیر تک جاری رہی۔ قائداعظم نے بڑے انہماک سے ساری گفتگو سنی۔ جب ساری باتیں کہہ چکی تو میں نے دل میں محسوس کیا کہ ناحق جمیلہ کو یہاں لے آیا اس کی وجہ سے قائد کو اتنے سخت وتند و تیز تنقید برداشت کرنی پڑی تو میں نے حالات کوخوشگوار کرنے کے لئے قائداعظم سے عرض کی کہ جناب آپ نے جمیلہ کی گفتگو سماعت فرمالی ہے۔ آپ نے بہت وقت نکال کر ہمیں وقت دیا۔ آپ نے اور بھی لوگوں کو وقت دینا ہوگا لہذا ہمیں اجازت دیں ہم کسی اور وقت میں حاضر ہوں گے۔ قائداعظمک بڑی متانت سے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں نے جمیلہ کے دلائل سنے ہیں اور اب میں ان کا جواب بھی دینا چاہتا ہوں۔ جمیلہ نے بہت اہم سوال اٹھائے ہیں۔ آج باقی ساری گفتگو و ملاقات منسوخ ہوں گی صرف جمیلہ سے بات ہوگی۔ اس کے بعد قائداعظم تقریباً پون گھنٹے مسلسل گفتگو فرماتے رہے۔ یوں لگتا تھا کہ انہوں نے جمیلہ کے اعتراضات کی ترتیب ذہن نشین کرلی ہو۔ پھر تفصیل سے اس کا جواب دیتے جاتے ان کے دلائل ایک ماہر وکیل کی طرح گنے چنے اور دلائل سے بھرپور اور قائل کردینے والے تھے۔ قائداعظم کے الفاظ اتنے جامع اور ٹھوس تھے کہ درمیان سے جمیلہ کو ٹوک کر ضمنی سوال پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ جب قائداعظم گفتگو مکمل کرچکے تو جمیلہ اچانک پرعقیدت لہجہ میں بولی:

"جناب عالی! میں آپ کے دلائل سے پوری طرح مطمئن ہوں۔ آپ نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہی ہمارے لئے درست ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آج سے ہی مسلم لیگ کے لئے کام شروع کرنا چاہتی ہوں۔ قائداعظم نے میری طرف دیکھا اور کہا:

"ینگ مین تم کہہ رہے تھے کہ ہم نے آپ کا بہت وقت لے لیا۔ اگر ڈیڑھ دو گھنٹے صرف کرکے جمیلہ جیسی پڑھی لکھی، ذہین اور ان تھک کارکن مل جائے تو اور کیا چاہیئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ قائداعظم خواتین کو اپنے موقف کی حقانیت کا قائل کرتے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تخلیق پاکستان کی تحریک شاندار اور کم عرصے میں اپنے عروج کو پہنچی۔ تحریک پاکستان کے لئے تمام خواتین نے مردوں کے شانہ بشانہ کام کرکے اس پاکستان کو حاصل کیا جس کو حاصل کرنا صرف ایک خواب سمجھا جاتا تھا۔

☆☆☆☆☆

6 ستمبر یوم دفاع پاکستان

اسماء اسلام

کمزوروں کو دبانا اور انہیں اپنا ماتحت رکھنا نہ صرف انسانی بلکہ حیوانی جبلت بھی ہے۔ شاید یہی وہ فطرت ہے جس کی وجہ سے تاریخ انسانی میں جنگوں کی بہتات نظر آتی ہے۔ ہر دور میں ایک قوم نے دوسری قوم ایک قبیلے نے دوسرے قبیلے اور ایک ملک نے دوسرے ملک کو زیر کرنے، اسے اپنا ماتحت بنانے اور اس کے وسائل کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن قوموں نے اپنا دفاع مضبوط کیا دنیا میں اسکا غلبہ رہا اور جنھوں نے اپنے وسائل کو اپنی تعمیر و ترقی اور دفاعی صلاحیت کے حصول کے بجائے عیش و عشرت میں صرف کیا غلامی ان کی زندگی کا مقدر ٹھہری۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہر ملک اور قوم کی تاریخ میں ایسے دن بھی آتے ہیں جو وطن کے فرزندوں سے بڑی قربانی کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہی دن ماں سے جگر کا ٹکڑا، بوڑھے باپ سے اس کی زندگی کا آخری سہارا قربان کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہی دن قوموں کی تاریخ میں قربانی کی لازوال مثالیں رقم کرتے ہیں اور سرفروشان وطن میدان حق و باطل میں اپنی آزادی کو اپنی جان و مال پر فوقیت دے کر جام شہادت نوش کرکے ہمیشہ کے لئے امر ہوکر آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے روشن اور زندہ مثال بن جاتے ہیں۔ تب ہی قومیں اور وطن اپنی آزادی، عزت و وقار اور علیحدہ تشخص برقرار رکھ پاتے ہیں۔ ان فیصلہ کن ایام میں اگر قربانی کا حق ادا نہ کیا جائے ماں اپنے جگر گوشے کو قربان کرنے سے گریزاں ہو، باپ اپنی زندگی کا آخری سہارا کھونے کے لئے تیار نہ ہو، نوجوان اپنی جان و مال وطن پر نچھاور کرنے کی بجائے زندگی کو ترجیح دیں تو ملک اپنا وجود کھو بیٹھتے ہیں اور قومیں تاریخ کا حصہ بن کر قصہ پارینہ بن جاتی ہیں اور غلامی ان قوموں کا مقدر بن جاتی ہے۔

وطن عزیز پاکستان جو کہ تقسیم ہند کے نتیجے میں وجود میں آیا تھا لہذا ہندوؤں کی جانب سے اس کے وجود کو تسلیم نہ کرنا اور ایک بار پھر اسے ہندوستان کا حصہ بنانے کی خواہش اور کوشش ایک فطری امر تھا۔ نیز ان کا یہ خیال بھی ہوگا کہ تقسیم کے وقت جس بندر بانٹ کے نتیجے میں سارے اہم وسائل اس نے اپنے پاس رکھے تھے اس کے بعد پاکستان ایک کمزور

ملک ہوگا لہذا کسی بھی وقت اس پر حملہ کرکے اسے اپنا ماتحت بنایا جاسکتا ہے۔ لہذا اس نے موقع غنیمت جانتے ہوئے 6 ستمبر 1965ء کو رات کی تاریکی میں اپنی بھرپور عسکری طاقت کے ساتھ سرزمین پاکستان پر حملہ کردیا۔ بھارت کا یہ خیال تھا کہ رات کی تاریکی میں پاکستانی سرزمین پر حملہ کرکے اہم علاقوں پر قبضہ کرلیں گے لیکن شاید انہیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ شیر سویا ہوتو شیر ہی رہتا ہے اور اس سے پنجہ آزمائی کا نتیجہ ہمیشہ نقصان کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔

پاکستانی سرزمین پر حملہ کرنے کے بعد 6 ستمبر کی صبح بھارتی وزیراعظم لال بہادر شاستری نے جب بھارتی پارلیمنٹ میں یہ اعلان کیا کہ آج عنقریب ہم لاہور فتح کرلیں گے تو بھارتی پارلیمنٹ میں تالیوں کا شور گونج اٹھا۔ صدر پاکستان جنرل ایوب خان نے ہندوستان کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اعلان جنگ کیا تو پاکستانی شہری بلاخوف و خطر گھروں سے آنکلے اور سیکورٹی رسک کے باوجود دشمن کے اچانک حملے سے بوکھلاہٹ کی بجائے عزم و ہمت اور حوصلہ کے ساتھ افواج پاکستان کے ساتھ مل کر دیوانہ وار دشمن فوج کا مقابلہ کیا۔ اپنے جسموں سے بارود باندھ کر ٹینکوں کے آگے لیٹ گئے۔ عوام نے اپنا سب کچھ وطن کے دفاع کے لئے قربان کردیا اور دشمن کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملادیا۔ طاقت کے نشے میں چور دشمن جو پاکستان کو دنیا کے نقشے سے مٹانے کے لئے آرہا تھا ہمیشہ کے لئے ناکامی کا بدنما داغ اپنے سینے پر سجاکر واپس پلٹ گیا۔

یوم دفاع پاکستان 6 ستمبر 1965ء عسکری تاریخ کا اہم ترین دن ہے۔ یہ دن ہمیں جنگ ستمبر کے ان دنوں کی یاد دلاتا ہے جب پاکستان کی مسلح افواج اور پوری قوم نے بھارتی جارحیت کے خلاف اپنی آزادی اور قومی وقار کا دفاع کیا۔ یہ جنگ پاکستانی قوم اور مسلح افواج کی وہ مشترکہ کوشش تھی جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام کرتی رہے گی۔ اس تاریخی دن کے ساتھ ایسی انمٹ یادیں اور نقوش وابستہ ہوچکے ہیں جنہیں زمانے کی گرد کبھی نہ دھندلا سکے گی۔ یہ دن جہاں ہماری پاکستان قوم کے لئے بڑی آزمائش کا دن تھا وہاں پر پاکستان کی جری، نڈر اور بہادر مسلح افواج کے لئے بھی انتہائی کڑا وقت تھا۔ اس روز پوری قوم اور افواج پاکستان نے مل کر ملک و قوم کے دفاع اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے ناقابل فراموش مثالیں قائم کیں اور دشمن کے عزائم کے آگے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہوئے اور اس تاریخی جنگ میں سازو سامان اور عددی دونوں لحاظ سے اپنے سے کئی گنا بڑی طاقت کو ذلت آمیز پسپائی اور شکست پر مجبور کرکے پوری دنیا میں اس کا گھمنڈ اور تکبر خاک میں ملادیا۔

1965ء میں بھارت نے رن کچھ کے محاذ پر پاکستان سے پنجہ آزمائی کی جس میں اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا جس پر بھارتی وزیراعظم نے اعلان جنگ کئے بغیر اپنی مرضی کا محاذ منتخب کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں لاہور شہر پر تین مقامات سے حملہ کردیا۔ بھارتی فوج اپنی بھرپور عسکری طاقت کے ساتھ تیزی سے پاکستانی سرزمین کی طرف بڑھ رہی تھی کہ رینجرز کے نوجوانوں نے ان کا راستہ روک لیا اور آخری سانس اور آخری گولی تک لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ بالآخر بھارتی فوج کو بی آر بی نہر کے کنارے شدید مزاحمت کے بعد روک

دیا گیا۔ بھارتی افواج نے 17 روزہ اس جنگ میں 13 بڑے حملے کیئے لیکن وہ لاہور کے اندر داخل نہ ہوسکی۔

7 ستمبر 1965ء کو دشمن نے اپنی کاروائی کا دائرہ کار وسیع کرتے ہوئے راولپنڈی، کراچی، سرگودھا، چٹا گانگ، جیسور اور رنگ پور پر فضائی حملے کیئے جن کا نشانہ نہتے شہری بنے۔ دوسری جانب پاک فضائیہ کی جانب سے سری نگر کے ہوائی اڈے پر کامیاب حملے کیئے گئے اور مختلف فضائی حملوں میں بھارت کے 31 طیارے تباہ کردیئے گئے۔ فضائی معرکے کا ایک قابل تحسین معرکہ ایم ایم عالم کا ہے۔ انہوں نے سرگودھا کے قریب ایک ہی جھڑپ میں دشمن کے پانچ طیارے گراکر عالمی ریکارڈ قائم کردیا۔ اس معرکے کے بعد بھارتی فوج کی سرگودھا کی جانب جانے کی جرات نہیں ہوئی۔

سیالکوٹ اور حیدر آباد کے نزدیک دو مقامات پر بھارت نے پاکستانی سرحدوں میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ سیالکوٹ کے علاقے میں زبردست جوابی کاروائی میں پاکستانی فوج نے دشمن کے 25 ٹینک تباہ کردیئے۔ 5 فیلڈ گنیں قبضہ میں لے کر بہت سارے فوجی قیدی بھی بنائے گئے۔

پاک فوج نے قصور اور واہگہ کے سیکٹرز میں بھی زبردست جنگ کے بعد دشمن کی فوجوں کو پوری طرح پیچھے ہٹادیا اور بھارت کی واپس بھاگتی ہوئی فوج بہت سا جنگی سامان بھی چھوڑ گئی۔ بھارت کے دفاعی انتظامات کا غرور اس وقت خاک میں مل گیا جب سترہ روزہ جنگ کے دوران پاکستان کے نڈر اور جرات مند ہوا بازوں نے 35طیاروں کو دو بدو مقابلے میں اور 43 کو زمین پر ہی تباہ کردیا۔ 32 طیاروں کو طیارہ شکن توپوں نے مار گرایا بھارت کے مجموعی طور پر 110 طیارے تباہ کردیئے گئے۔ اس کے علاوہ پاک فضائیہ نے دشمن فوج کے 149 ٹینک، 200 بڑی گاڑیاں اور 20 بڑی توپیں تباہ کردیں۔ اس مقابلے میں پاکستان کے صرف 19 طیارے تباہ ہوئے۔ مجموعی طور پر پاکستان کو اس جنگ میں ہر محاذ پر برتری حاصل رہی۔

بری، بحری اور فضائی ہر محاذ پر ہمارے سرفروش مجاہدوں نے بے پایاں عزم و استقلال اور بہادری وشجاعت کی وہ تاریخ رقم کی کہ آج بھی اس کی داستانیں ہمارے لئے باعث افتخار ہیں اور اس کی صدائے بازگشت آج بھی ہمارے قلب کو ایمان کے جذبے سے معمور کرتی ہے۔ ہمارے فوجی جوانوں اور افسروں نے دشمن کی کثیر تعداد کا انتہائی بے جگری سے مقابلہ کیا اور اپنی بے مثال شجاعت وعزیمت سے بدروحنین کے معرکوں کی یاد تازہ کردی۔ سرفروشی اور بہادری کی تاریخ رقم کرنے والوں میں سب سے پہلے کیپٹن سرور شہید کا نام آتا ہے جنہیں بے مثال کارنامہ سرانجام دینے پر پہلا نشان حیدر حاصل کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ بہت سے جنگی ہیرو کے نام اور کارنامے تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔ میجر عزیز بھٹی شہید، میجر طفیل محمد شہید، میجر محمد اکرم شہید، بریگیڈیئر اے آر شامی شہید، سوار محمد حسین شہید اور کتنے ہی شہادت کا تمغہ اپنے سینوں پر سجانے والے نامور فرزندان اسلام اور فرزندان ارض پاکستان تھے جنہوں نے ناموس وطن کی حفاظت کی خاطر جانوں کا نذرانہ پیش کرکے حیات ابدی خریدلی۔

1965ء کی جنگ میں پاکستانی فوج نے جو اپنا کردار ادا کیا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی لیکن پاکستانی قوم کا کردار بھی اپنی مثال آپ تھا یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جنگ محض ہتھیاروں سے نہیں جذبوں سے جیتی جاتی ہے۔اس وقت یہ جذبے پاکستانی قوم میں بیدار تھے اور قوم نے جذبہ حب الوطنی کی خوبصورت مثالیں قائم کیں۔شاہینوں کے شہر سرگودھا ایئر بیس کے کمانڈر بیان کرتے ہیں کہ جنگ کے دنوں میں ایئر بیس کی حفاظت کے لئے اضافی فوج آئی ہوئی تھی۔ ان کے لئے بستروں اور چارپائیوں کی ضرورت پڑی۔سرگودھا کی مسجد میں اعلان کیا گیا کہ فوجیوں کے لئے بستر اور چارپائیوں کی ضرورت ہے۔میرے ذہن میں تھا کہ کچھ بستر اور چارپائیاں مل جائیں تو گزارہ کرلیں گے لیکن میری توقع کے برخلاف ایک ہی گھنٹے میں پی اے ایف بیس انسانوں اور گاڑیوں سے بھرچکا تھا۔ ہر ایک کے پاس بالکل نئے بستر اور چارپائیاں تھیں ہم نے ضرورت کے مطابق بستر اور چارپائیاں لے لیں اور باقی لوگوں کو واپس لے جانے کے لئے کہا تو وہ غصے میں سامان وہیں پھینک کر بولے ہم ان کو واپس نہیں لے جائیں گے۔ ان کا یہ جذبہ اور خلوص دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو آگئے اور میں نے دل میں کہا کہ جس قوم کے لوگوں میں ایسا جذبہ ہو تو دنیا کی کوئی قوم اسے شکست نہیں دے سکتی۔

جب فوج کے لئے خون کی ضرورت پڑی تو بھی پاکستانی قوم نے عظیم مثال قائم کی۔ بلڈ بنک کے سامنے لوگوں کی لمبی قطاریں لگ گئیں جب بلڈ بینک بھر گئے تو لوگوں کے گھروں سے عارضی طور پر فریج مانگ کر خون کی بوتلیں محفوظ کی گئیں۔ قطار میں لگا ایک دبلا پتلا نوجوان بڑا پرجوش تھا کہ اپنے وطن کے کچھ تو کام آئے گا اپنی باری پر اندر گیا کم وزن اور کمزور جسم کی وجہ سے اس کا خون نہ لیا گیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو آگئے وہ باہر نکلا اور سامنے دکان سے دو کلو باٹ مانگا اور وجہ بتائی کہ کم وزن کی وجہ سے اس کا خون نہیں لیا گیا جبکہ وہ خون دینا چاہتا ہے یہ سن کر دکاندار نے دوسری بات نہیں کی اور اسے باٹ دے دیا وہ باٹ اپنے کپڑوں میں چھپا کر پھر قطار میں لگ گیا۔ اب وزن پورا نکلا رش کی وجہ سے کسی نے دھیان نہیں دیا کہ یہ وہی نوجوان ہے۔ جوان باہر نکلا اور دکاندار کو شکریئے کے ساتھ باٹ واپس کر کے چلا گیا۔

چونڈہ سیالکوٹ کا محاذ ہے اس محاذ پر جاتے ہوئے فوجیوں کو دو معصوم بہن اور بھائی نے روک کر گنے اور مرغ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم اور خدمت نہیں کرسکتے ہماری طرف سے یہ حقیر نذرانہ قبول کرلیجئے بریگیڈیئر ان کا یہ جذبہ دیکھ کر آنکھوں میں مسرت کے آنسو اور ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے گاڑی سے نیچے اترا ان بچوں کو پیار کرتے ہوئے کہا میرے بچو! ہمیں ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے ہمیں تمہاری معصوم دعاؤں کی ضرورت ہے تاکہ دشمنوں کو ناکوں چنے چبوا کر تمہاری اس معصومیت کی حفاظت کرسکیں۔غرضیکہ پاکستانی عوام اپنی مسلح افواج پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لئے تیار تھے۔ لاہور کی عوام نے ہر وہ چیز جو ان کی دسترس میں تھی لے کر اپنے جوانوں کو دینے کے لئے سرحدوں کی جانب دوڑ پڑے اور فوجیں جب سرحد کی طرف جاتیں بوڑھے مرد اور خواتین سڑک کے کنارے ان کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگتے۔

درحقیقت 6 ستمبر ہماری قومی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ عزت و وقار کے ساتھ زندہ رہنے کی قومی خواہش کی غمازی کرتا ہے۔ ہماری مسلح افواج کو دنیا کی دوسری افواج سے اس لحاظ سے بھی برتری اور فوقیت حاصل رہی کہ اس نے انتہائی کٹھن اور نامساعد حالات اور سازشوں کے باوجود اپنے پیشہ وارانہ فرائض کی بجا آوری میں غیر معمولی جرات اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔

6 ستمبر کی یاد مناتے ہوئے جب ہمارا ذہن اس تاریخی معرکہ کی ورق گردانی کرنے لگتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح ہمارے دشمن نے روایتی بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں ہمارے وطن عزیز کی مقدس اور پاک سرحدوں کے تقدس کو روندتے ہوئے ہم پر حملہ کردیا۔ ہماری بیدار اور زندہ قوم نے اس موقع پر قومی یکجہتی کا بے مثال مظاہرہ کرکے دشمن کے ناپاک اور مذموم عزائم کو خاک میں ملادیا۔ 6 ستمبر کا تاریخی دن جو انمٹ یادیں اور نقوش چھوڑ گیا ہے ان کو یاد کرکے ہماری دلیر مسلح افواج اور قوم کا سر فخر سے بلند ہوجاتا ہے۔

6 ستمبر یوم دفاع پاکستان کے طور پر ہر سال ان شہیدوں اور غازیوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے منایا جاتا ہے جنہوں نے وطن عزیز کی سالمیت کے تحفظ کے لئے عظیم قربانیاں دیں۔ یوم دفاع پاکستان اس عہد کی تجدید کا دن بھی ہے کہ اگر ہم ایمان، اتحاد اور نظم جیسی اعلیٰ خصوصیات اپنے اندر سمولیں جو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے رہنما اصول تھے تو کوئی بھی جارح ہمارے ملک کو نقصان نہیں پہنچاسکتا۔ 6 ستمبر 1965ء وہ دن ہے جب عددی برتری کے زعم میں مبتلا ہمارے دشمن نے پاکستان کو محکوم بنانے کی کوشش کی اور پوری دنیا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ پاکستان کے عوام اور افواج، دشمن کے عزائم کے آگے سیسہ پلائی دیوار بن گئے اور ان کے منصوبے خاک میں ملادیئے۔

آج ہم 48واں یوم دفاع اس عزم اور یقین کے ساتھ منارہے ہیں کہ ہم دنیا کی مضبوط، خوددار اور غیرت مند اقوام میں سے ایک ہیں۔ ہمارا دفاع مضبوط اور جذبہ ایمانی و جذبہ شہادت دنیا کی ہر طاقت کے سامنے ناقابل تسخیر ہے۔ اگر کسی نے ہماری امن کی خواہش کو ہماری کمزوری سمجھتے ہوئے ہماری دفاعی قوت کو چیلنج کیا تو وہ یہ بات اچھی طرح جان لے کہ اس سرزمین کو شہداء نے اپنے لہو سے سیراب کیا ہے اور لاکھوں لوگوں نے اس سرزمین کے لئے اپنی جان کے نذرانے پیش کئے ہیں۔ اگر کسی نے اس کی طرف میلی نگاہ سے دیکھا تو وہ اپنے نقصان کا خود ذمہ دار ہوگا۔ بلاشبہ ترقی کے اعتبار سے ہمارا شمار ترقی پذیر ممالک میں ہوتا ہے لیکن اسکے باوجود ہم دفاعی طور پر کسی بھی سمجھوتے کے قائل نہ ہوں گے۔ ہم بنیادی طور پر امن پسند قوم ہیں مگر کسی صورت اپنے دفاع سے غافل نہیں رہ سکتے۔ ہمارے حوصلے جواں اور جذبہ ایمانی آج بھی اسی طرح تازہ ہے جس طرح ستمبر 1965ء کی جنگ میں تھے۔ ہم دشمن کی طاقت اور غرور کے نشے میں اکڑی ہوئی گردنوں کو توڑ دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

تیغوں کے سائے میں پل کر جواں ہوئے ہیں　　　　آساں نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا

☆☆☆☆☆

آئیے قرآن سیکھیں

حافظ محمد سعید رضا بغدادی

عرفان القرآن کورس

درس نمبر 58 آیت نمبر ۱۲۷ تا ۱۲۹ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ ط رَبَّنَا

متن	وَ	إِذْ	يَرْفَعُ	إِبْرَاهِيمُ	الْقَوَاعِدَ	مِنَ	الْبَيْتِ	وَ	إِسْمَاعِيلُ	رَبَّنَا
لفظی ترجمہ	اور	جب	اٹھا رہے تھے	ابراہیم	بنیادیں	کی	خانہ کعبہ	اور	اسماعیل	اے ہمارے رب
عرفان القرآن	اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اور اسماعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔ اے ہمارے رب!									

تَقَبَّلْ مِنَّا ط إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ O رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ

متن	تَقَبَّلْ	مِنَّا	إِنَّكَ	أَنْتَ	السَّمِيعُ	الْعَلِيمُ	رَبَّنَا	وَاجْعَلْنَا	مُسْلِمَيْنِ	لَكَ
لفظی ترجمہ	قبول فرما	ہم سے	بیشک تو	تو ہی	سننے والا	جاننے والا	اے ہمارے رب	اور بنا دے	فرمانبردار	اپنا
عرفان القرآن	تو ہم سے قبول فرمالے بیشک تو خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنے حکم کے سامنے جھکنے والا بنا									

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا

متن	وَ	مِنْ	ذُرِّيَّةِ	نَا	أُمَّةً	مُسْلِمَةً	لَكَ	وَ	أَرِنَا	مَنَاسِكَنَا
لفظی ترجمہ	اور	سے	اولاد	ہماری	امت	فرمانبردار بنا	اپنا	اور	قواعد بتادے	ہماری عبادت کے
عرفان القرآن	اور ہماری اولاد سے بھی ایک امت کو خاص اپنا تابع فرمان بنا اور ہمیں ہماری عبادت قواعد بتا دے									

وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ O رَبَّنَا وَابْعَثْ

متن	وَ	تُبْ	عَلَيْنَا	إِنَّكَ	اَنْتَ	التَّوَّابُ	الرَّحِيْمُ	رَبَّنَا	وَ	ابْعَثْ
لفظی ترجمہ	اور	مغفرت فرما	ہم پر	بیشک تو	تو ہی	توبہ قبول کرنیوالا	رحم کرنیوالا	اے ہمارے رب	اور	مبعوث فرما
عرفان القرآن	اور ہم پر مغفرت کی نظر فرما' بیشک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے رب! مبعوث فرما									

فِيهِمْ رَسُوْلًا مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

متن	فِيْهِمْ	رَسُوْلًا	مِنْهُمْ	يَتْلُوْا	عَلَيْهِمْ	اٰيَاتِكَ	وَ	يُعَلِّمُ	هُمُ	الْكِتَابَ
لفظی ترجمہ	ان میں	رسول	انہی میں سے	تلاوت فرمائے	ان پر	تیری آیات	اور	تعلیم دے	ان کو	کتاب کی
عرفان القرآن	ان میں انہی میں سے رسول ۔ جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے									

وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ O

متن	وَ	الْحِكْمَةَ	وَ	يُزَكِّيْهِمْ	إِنَّكَ	اَنْتَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ
لفظی ترجمہ	اور	حکمت کی	اور	ان کا تزکیہ کرے	بیشک تو	تو ہی	غالب	حکمت والا
عرفان القرآن	اور حکمت کی اور انکے (نفوس وقلوب) کوخوب پاک صاف کردے بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔							

تفسیر

تعمیر کعبہ

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ... الخ

حضرت ابراہیم علیہ السلام خود کعبہ کی دیواریں چن رہے ہیں ،بلند اقبال فرزند گارا اٹھا اٹھا کر لا رہا ہے۔نسیم رحمت کے جھونکوں سے دلوں کے غنچے شگفتہ ہو رہے ہیں۔کیف وسرور کی ایک نا قابل بیان کیفیت طاری ہے۔ اس وقت اللہ کے یہ دونوں مقبول بندے اپنے رب کریم سے مانگ رہے ہیں اور وہ دیئے چلا جا رہا ہے۔دامن طلب پھیلا ہوا ہے اور دست کرم مصروف جودو عطا ہے اپنے لیے اور اپنی اولاد کیلئے اتنا کچھ ہی مانگا کہ لذت نیاز اور ملے۔لطف عبادت میں اور اضافہ ہو مُسْلِمَيْنِ لَكَ اور اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَكَ کہہ کر گویا سب کچھ ہی تو مانگ لیا۔(تفسیر ضیاء القرآن)

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ.... الخ

ا۔تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی پہلی دعا اور حضور الٰہی میں قبولیت کی استدعا۔

۲۔حضرت ابراہیم واسماعیل کی دوسری دعا۔

۳۔ حضورِ الٰہی میں اپنی قبولیت دعا کی استدعا۔
۴۔ اپنی اولاد میں سے امت مسلمہ کے قیام کی دعا واستدعا۔
۵۔ مناسک حج ،تعلیمات اسلام کی رہنمائی اور قبولیت توبہ کی استدعا۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ.... الخ

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اپنی نسل میں سے بعثت محمدی ﷺ کی دعا۔
۲۔ تلاوت آیات ۳۔ تعلیم کتاب ۴۔ تعلیم حکمت ۵۔ تزکیہ نفوس

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضور علیہ السلام کا خاتم الانبیاء ہونا معلوم تھا اس لیے اپنی اولاد میں سے آپ کی بعثت کی دعا فرمائی۔ امام بغویؒ عرباض بن ساریہؓ سے اور امام احمد ابو امامہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم الانبیاء لکھا جا چکا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی تشکیل خاکی کے مرحلے میں تھے اور میں بتاؤں گا کہ میرا پہلا امر یعنی میری ولادت وبعثت کا پہلا اشارہ دعائے ابراہیمی اور بشارت عیسٰی ہے اور میری والدہ کا وہ مشاہدہ (یا خواب) جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا کہ ان سے ایک نور نکلا ہے جس سے ملک شام کے محلات روشن ہوگئے ہیں۔

☆ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے حضور ﷺ سے اپنے نسبی تعلق کے شرف کی خاطر اپنی اولاد میں اپنی ولادت کی دعا مانگی تھی۔

فائدہ

۱۔ تزکیہ نفوس کے پیغمبرانہ وصف سے ہی طریق صوفیاء کا سنت ہونا ثابت ہے۔
۲۔ اپنی ذریت کے حق میں بقا اور برکت کی دعا سنت ابراہیمی ہے اسی کے تحت مشائخ اپنے سلاسل اور روحانی خانوادوں کی بقا اور ان کے لیے خیر وبرکت کی دعا مانگتے ہیں۔ (تفسیر منہاج القرآن)

حدیث

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللهِ، فَيُوشِكُ اللهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ آجِلٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ.

”حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص پر مفلسی آ گئی اور اس نے اپنی مفلسی (کو دور کرنے کے لئے اس) کو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو اس کی مفلسی دور نہیں ہو گی اور جس شخص نے اپنی مفلسی کو اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ اسے جلد یا بدیر (حکمتِ خداوندی کے مطابق) رزق عطا فرمائے گا۔“ ☆☆☆☆☆☆

وظیفہ برائے اُفزائشِ حافظہ

اگر کسی کو حافظہ کی کمزوری کی شکایت ہو، یاد کی ہوئی چیزیں بھول جاتی ہوں تو اس کے لئے مندرجہ ذیل وظیفہ نہایت مفید و مؤثر ہے:

- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ○﴾(الحجر، ۱۵:۹)
- سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ○(الاعلیٰ، ۸۷:۶)

. اس وظیفہ کو ۱۱ مرتبہ یا ۴۰ مرتبہ یا ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں، پانی پر دم کر کے پئیں اور پلائیں۔

. اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ بار درود شریف پڑھیں، ان شاء اللہ یادداشت اور علم میں اضافہ و ترقی نصیب ہوگی۔

- یہ وظیفہ حصول مراد تک جاری رکھیں، حسب ضرورت پیر کی شب یا جمعہ کی شب بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔

وظیفہ برائے رشتۂ بنات

يَا عَدْلُ

بیٹی کا رشتہ نہ ملنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ اسباب مہیا فرما دے گا اور بیٹیوں کے نصیب سمیت جمیع امور میں اللہ تعالیٰ اس شخص کی کفالت اپنے ذمہ لے لے گا۔

- بعد نماز مغرب روزانہ اس وظیفہ سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے جائیں۔
- اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد ۱۰۰ مرتبہ روزانہ کریں۔
- اس وظیفہ کو حصول مراد تک جاری رکھیں۔

(وظائف ماخوذ از الفیوضات المحمدیہؒ) ☆☆☆☆

گلدستہ

مرتبہ: ملکہ صبا

اقوال زریں

☆ جو شخص جمعرات کے دن مجھ پر پچاس مرتبہ درود بھیجے گا قیامت کے دن اس سے میں مصافحہ کروں گا۔(ارشاد نبوی ﷺ)

☆ سچی دوستی کی شرط یہ ہے کہ مفلسی کی حالت میں دوست کی عزت اس کی تونگری کی حالت سے بڑھ کر کرے۔(حضرت فضیل بن عیاضؒ)

☆ اللہ تعالیٰ نے سود صرف اسی لئے حرام کیا ہے کہ لوگ احسان سے نہ رکیں۔(جعفر بن محمدؒ)

☆ جو شخص تحفہ دینے والے کو بدلہ دے اس کا شمار کم تولنے والوں میں ہوگا۔(وہب بن منبہؒ)

☆ فراخ دل زاہد کی تین نشانیاں ہیں۔ا۔جمع کی کوئی چیز کو خرچ کرنا۔۲۔گمشدہ کو تلاش کرنا۔۳۔اپنی خوراک دوسروں کو دینا۔(ذوالنون مصریؒ)

صحت کے مسائل

ڈاکٹر مصباح کنول

کیلے کے فوائد

کیلے میں ریشے سمیت تین قسم کی شکر پائی جاتی ہے سکروز، مروکٹوز اور گلوکوز کیلا کھانے والے کو فوری مستقل اور ٹھوس توانائی مل جاتی ہے۔ یہ پوٹاشیم سے مالا مال ہوتا ہے۔ اگر اس کا سیب سے موازنہ کریں تو اس میں سیب کے مقابلے میں پروٹین چار گنا، کاربوہائیٹ، 2 گنا فاسفورس، 3 گنا آئرن، 5 گنا زیادہ شامل ہے۔

☆ ایک کیلا کھانے کے بعد انسان میں 90 منٹ تک مشقت کا کام کرنے کی ہمت ہوجاتی ہے۔

☆ کیلا بہت سی بیماریوں سے مقابلہ کرنے کے لئے سود مند ثابت ہوتا ہے حالیہ تحقیق کے مطابق کیلا ڈپریشن کے شکار افراد کو کھلانے سے افاقہ محسوس ہوا۔

☆ دماغی طاقت کو بڑھانے کے لئے امریکہ کے سکول میں ۲۰۰ بچوں کو انکے امتحانات کے دوران ناشتہ میں وقفے کے دوران اور دوپہر کے کھانے میں کیلا کھلایا گیا۔ تحقیق سے پتہ چلا کہ وہ اپنی چیزوں کو زیادہ بہتر طور پر یاد رکھنے لگے۔

☆ کیلے میں چونکہ پوٹاشیم زیادہ پایا جاتا ہے اس لئے یہ دل کی دھڑکن کو معمول پر لانے میں مدد دیتا ہے۔

☆ حاملہ عورتوں کو تھائی لینڈ میں کیلا اس لئے کھلایا

جاتا ہے کہ ان کا بچہ ٹھنڈے مزاج کے ساتھ پیدا ہو۔

چٹنی فش تکہ

اشیاء

مچھلی کے ٹکڑے (صاف/چکور کئے ہوئے) 1 کلو
دہی۔ 60 گرام (4 کھانے کے چمچے)
کریم۔ 45 گرام (3 کھانے کے چمچے)
لہسن کا پیسٹ۔ 20 گرام (4 چائے کے چمچے)
اجوائن۔ 8 گرام (1/2 1 چائے کا چمچ)
سفید مرچ کا سفوف۔ 3 گرام (1/2 1 چائے کا چمچ)
زیرہ سفید کا سفوف۔ 10 گرام (2 چائے کے چمچ)
گرم مصالحہ۔ 15 گرام (1 کھانے کا چمچ)
نمک۔ حسب ذائقہ
لیموں کا رس۔ 30 ملی لیٹر (2 کھانے کے چمچ)
پودینے کی چٹنی۔ 135 ملی لیٹر (3/4 کپ)
بیسن یا چاول کا آٹا۔ 20 گرام (4 چائے کے چمچ)
مکھن/ تیل چکناہٹ کے لئے

ترکیب

دہی، کریم، ادرک، لہسن پیسٹ، اجوائن، سفید مرچ، زیرے کا سفوف، گرم مصالحہ، نمک، لیموں کا رس، پودینے کی چٹنی اور میدے کو یکجا کرلیں۔ پھر مچھلی کے ٹکڑوں کو اس آمیزے میں ڈال کر 2 سے 3 گھنٹے تک پڑا رہنے دیں پھر ٹکڑوں کو سیخ پر لگا کر اوون میں (350of / 175oc) 8 سے 10 منٹ تک بھونیں۔ اس دوران اسے ایک مرتبہ چکنا کریں اور کٹے پیاز سے سجا کر پیش کریں۔

ایکنی کا علاج

علاج کیلئے چند ضروری ہدایت نوٹ کرلیں

اپنے تولیے کو دوسرے لوگوں سے الگ رکھیں اور تمام چیزوں کا استعمال بند کردیں جو ایکنی کا باعث بنیں۔

☆ چہرے کو دن میں دو بار اچھے Face Wash یا ایکنی صابن سے دھوئیں لیکن چہرے کو نہ تو زور سے رگڑیں نہ ہی سخت کپڑے سے صاف کریں۔

☆ شہد اور اس کا ماسک بھی ایکنی سے چھٹکارے کا باعث ہے کیونکہ شہد میں اینٹی بائیوٹکس جیسا اثر پایا جاتا ہے۔

☆ اپنی ڈائیٹ کو بہتر بنائیں اور زیادہ سے زیادہ پھلوں کا استعمال کریں۔

☆ سردیوں میں گاجر کا استعمال کریں۔

☆ جلد میں موجود دانوں کو براہ راست ہاتھ نہ لگائیں اس سے چہرے پر نشان پڑ جائیں گے۔

☆ اپنی خوراک میں ایسی اشیاء کو بڑھادیں جس میں زنک کی زیادہ مقدار ہو زنک دراصل ایک اینٹی بیکٹریل اثر رکھتا ہے۔☆☆☆☆☆

ویمن اجتماعی اعتکاف2013ء

رپورٹ: ملکہ صبا

اس دور فتن میں جہاں حرص و ہوس، مفاد پرستی، نفرت و کدورت، لوٹ مار، حسد و بغض کا دور دورہ ہے وہاں تحریک منہاج القرآن عوام الناس میں عشق الٰہی و عشق مصطفیٰ کی ایسی چنگاری روشن کر رہی ہے جو شعلہ بن کر مردہ دلوں کو زندہ کرنے کا باعث بن رہی ہے۔ اس کا مقصد بحمداللہ تعالیٰ عوام الناس میں اخوت و محبت، صدق و اخلاص اور امن و وفا کا پودا لگانا ہے اور اس بات کا پیغام عام کرنا ہے کہ اگر تم واقعی ظاہر و باطن میں حقیقی تبدیلی چاہتے ہو تو دہلیز مصطفیٰ پر آ کر جھک جاؤ۔ یہی وہ در ہے جہاں سے تم دو جہاں کی عزتیں حاصل کر سکتے ہو۔ اسی کے پیش نظر تحریک منہاج القرآن نے حرمین شریفین کے بعد گذشتہ 22 سالوں میں دنیا کے سب سے بڑے اجتماعی اعتکاف کی بنیاد ڈالی۔ جس میں ملک کے طول و عرض سے عاشقان الٰہی و عاشقان مصطفیٰ ایک اکائی کی صورت میں توبہ و تائب کر کے اپنے دامن رحمت کو بھر کر لوٹتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور حضور ﷺ کے نعلین پاک کے تصدق سے امسال بھی ہزارہا خواتین رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے خزانوں سے جھولیاں بھر کر روانہ ہوئی ہیں۔ سینکڑوں خواتین نے مجدد وقت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تحریک کی رفاقت حاصل کی۔ امسال شیخ الاسلام نے پہلی مرتبہ ویمن شہر اعتکاف سے براہ راست خطاب کیا۔ اس اجتماعی اعتکاف کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف کمیٹیوں نے بھرپور خدمات پیش کیں جو حسب ذیل ہیں:

مرکزی کمیٹی

اس کے سربراہ ناظم اعلیٰ محترم شیخ زاہد فیاض تھے، کوآرڈینیٹر ویمن اعتکاف محترم حاجی منظور حسین تھے جبکہ مختلف امور کے ذمہ داران محترم الیاس ڈوگر، محترم غلام فرید، محترم میاں افتخار، محترم کیپٹن غلام حسن تھے۔ ویمن اعتکاف کے اندرونی انتظامات کی سربراہ ناظمہ ویمن لیگ مسز نوشابہ ضیاء تھیں جبکہ نائب ناظمہ سربراہ محترمہ ڈاکٹر نوشابہ حمید، محترمہ رافعہ علی، محترمہ فریدہ سجاد، محترمہ فرح ناز، محترمہ عائشہ شبیر تھیں اور سیکرٹری محترمہ ساجدہ صادق، ڈپٹی سیکرٹری محترمہ گلشن ارشاد، محترمہ مسرت سلطانہ، محترمہ شاکرہ چوہدری اور ممبرز نرید فاطمہ، محترمہ ارشاد اقبال، محترمہ نبیلہ یوسف کے علاوہ تمام ہالز کی انچارجز نے ذمہ داری سرانجام دی اس دفعہ اعتکاف کے فالواپ اور ملاقات کے لئے جگر گوشہ شیخ الاسلام محترمہ غزالہ حسن محی الدین قادری تشریف لائیں اور ہر ہر ہال کی ایک ایک ماں، بہن سے ان کے مسائل کو معلوم کرتی رہیں اور انہیں اعتکاف کی روح کے بارے میں آگاہ کرتی رہیں

جس سے معتکفات میں روح پرور فضا کا حصول ممکن ہوا۔ علاوہ ازیں اعتکاف گاہ کے جملہ انتظامات کو بحسن و خوبی سرانجام دینے کے لئے تمام ہالز کو بذریعہ Internet link کیا گیا کنٹرول روم میں ہمہ وقت مرکزی ٹیم کے ممبران موجود ہوتے تھے تاکہ معتکفات کے مسائل کو حل کیا جاسکے مختلف کمیٹیز کے نام درج ذیل ہیں:

رجسٹریشن کمیٹی: محترمہ ساجدہ صادق، محترمہ نبیلہ یوسف

استقبالیہ کمیٹی: محترمہ ساجدہ صادق، محترمہ ارشاد اقبال

رومز الاٹمنٹ کمیٹی: محترمہ فریدہ علوی، محترمہ ام حبیبہ

VIP کمیٹی+ میڈیا کمیٹی: محترمہ شاکرہ چوہدری، محترمہ رابعہ عروج ملک، محترمہ راقمہ، محترمہ ثناء وحید، محترمہ سنبل اختر

ڈسپلن کمیٹی: محترمہ عائشہ شبیر، محترمہ انیلا الیاس

ساؤنڈ سسٹم: محترمہ حافظہ سرفراز، محترمہ شائلہ افضل

سیکورٹی کمیٹی: کسی بھی اجتماع میں سب سے اہم کام کرنے والے معزز مہمانوں کو سیکورٹی مہیا کرنا ہوتا ہے ویمن اعتکاف کی بیرونی سیکورٹی محترم امیر خان نیازی، اندرونی سیکورٹی نرید فاطمہ

ڈیکوریشن کمیٹی: میل کوآرڈینیٹر محترم الیاس ڈوگر، ویمن محترمہ عائشہ شبیر اور محترمہ انیلا الیاس

صفائی کمیٹی: محترمہ کوثر نیازی، محترمہ شہر بانو، محترمہ ارم راشد

میڈیکل کمیٹی: محترمہ ڈاکٹر نوشابہ حمید، محترمہ نبیلہ یوسف، محترمہ کشور شاہین

میس کمیٹی: محترمہ زریں لطیف، محترمہ شائلہ یاسین، محترمہ سعدیہ کمالی، محترمہ قرۃ العین، محترمہ عائشہ شبیر، محترمہ ام حبیبہ

زکوٰۃ کولیکشن کمیٹی: محترمہ ڈاکٹر نوشابہ حمید، محترمہ سدرہ، محترمہ تسکین مظفر، محترمہ نسیم گلزار، محترمہ سلمٰی وحید

ممبر شپ کمیٹی: محترمہ نبیلہ یوسف، محترمہ قمر النساء خاکی

ریکارڈ کیپنگ: محترمہ نبیلہ یوسف

رابطہ و ملاقات کمیٹی: محترمہ فاطمہ کامران، محترمہ سعدیہ اسلم

کینٹین کمیٹی: محترمہ گلشن ارشاد، محترمہ مسرت سلطانہ

کالج کوآرڈینیشن کمیٹی: محترمہ آصفہ صفدر، محترمہ لبنیٰ مشتاق

کمیٹی برائے تنظیمی امور: محترمہ نوشابہ ضیاء، محترمہ ساجدہ صادق

کمیٹی برائے تربیتی امور: محترمہ گلشن ارشاد، محترمہ مسرت سلطانہ، محترمہ فوزیہ شوکت

کمیٹی برائے حلقہ جات: محترمہ گلشن ارشاد، محترمہ مسرت سلطانہ، محترمہ فوزیہ شوکت

حلقہ جات برائے طالبات: محترمہ شاکرہ چوہدری (ناظمہ MSM)

سالانہ روحانی اجتماعی کمیٹی: محترمہ فریدہ سجاد، محترمہ آصفہ صفدر، محترمہ مصباح کبیر

محافل ذکر ونعت کمیٹی: محترمہ شازیہ مظہر، محترمہ نازیہ مظہر، محترمہ نائلہ

تقریب تقسیم انعامات

23 دسمبر سے لے کر 11 مئی تک ناقابل فراموش کارکردگی پر حضور شیخ الاسلام کے ساتھ تنظیمی نشست رکھی گئی جس میں شیخ الاسلام نے تنظیمات اور معتکفات کے ساتھ نہایت شفقت فرماتے ہوئے نماز مغرب پڑھائی بعد ازاں جگرہ گوشہ شیخ الاسلام محترم احمد مصطفیٰ العربی نے مرکز اور فیلڈ میں اعلیٰ خدمات پیش کرنے والی خواتین میں شیلڈ اور اسناد تقسیم کیں۔

عظیم روحانی و اجتماعی اعتکاف کے آخری لمحات

اعتکاف کے آخری لمحات نہایت پرکیف انتہائی پرسوز اور تڑپا دینے والے ہوتے ہیں شہر اعتکاف توبہ اور آنسوؤں کی بستی میں عبدیت و بندگی کا حق ادا تو نہ کرسکے مگر وہ لمحات ہمارے دلوں میں چنگاری ضرور بھڑکا دیتے ہیں اس کی طرف گامزن ضرور ہوا کرتے ہیں کیونکہ شیخ الاسلام کی سنگت میں اعتکاف کرنے کا مقصد ہی یہ ہے وہ ہم جیسے نکموں کو بھی رب کے ساتھ جوڑ دیا کرتے ہیں۔ بعد ازاں حضور شیخ الاسلام نے بعد نماز مغرب الوداعی دعا جب کی تو توبہ اور آنسو کی بستی میں مقیم لوگوں پر لرزہ طاری ہوگیا تھا اور رب کے حضور یہی دعا فرماتے تھے" مولا ایسے در پر ہمیشہ اعتکاف کرنا نصیب فرما جو تیرے اور تیرے محبوب کے ساتھ جوڑ دیا کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت ان تمام بہنوں کی بھی نوکری کو قبول فرمائے جنہوں نے شہر اعتکاف کے کاموں میں حصہ لیا۔ آمین

☆☆☆☆☆

منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

محسن تحریک فرید ملت حضرت علامہ ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کا سالانہ عرس

رپورٹ: ملکہ صبا

مورخہ 24 اگست 2013ء بروز ہفتہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے والد گرامی قدر محسن تحریک منہاج القرآن فرید ملت حضرت علامہ ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کا سالانہ عرس مبارک جھنگ میں ان کے مزار مبارک کے زیر سایہ منعقد ہوا جس میں شرکت کے لئے قائدین کا وفد ناظم اجتماعات تحریک منہاج القرآن محترم جواد حامد کی سربراہی میں روانہ ہوا جبکہ ویمن لیگ کے وفد کی سربراہی محترمہ نوشابہ ضیاء کررہی تھیں۔ وفد میں محترمہ ساجدہ صادق، محترمہ شاکرہ چوہدری، محترمہ گلشن ارشاد، محترمہ نبیلہ یوسف، محترمہ ارشاد اقبال، محترمہ عطیہ بنین، محترمہ عائشہ، محترمہ شہناز اختر اور راقمہ شامل تھیں۔ محترمہ عائشہ شبیر نے بھی شرکت کی۔ یہ قافلہ تقریباً رات 10 بجے جھنگ پہنچا۔ محفل کا باقاعدہ آغاز 11 بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا جس نے لوگوں پر وجدانی کیفیت طاری کردی۔ بعد ازاں نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت حسان منہاج الحاج محمد افضل نوشاہی، شہزاد برادران، ظہیر بلالی اور امجد بلالی برادران نے حاصل کی جبکہ خصوصی خطاب کی سعادت نائب ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن محترم علامہ رانا محمد ادریس نے حاصل کی۔ انہوں نے قُلْ هُوَ رَبِّــــیْ کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے اس کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور ان کے والدمحترم سے Relate کیا۔ انہوں نے عوام الناس کو بتایا کہ رب قادر نے جس طرح سے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اپنے آپ کو لوگوں پر آشکار کیا۔ اسی طرح فرید ملتؒ نے اپنے آپ کو اخفاء رکھ کر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ذریعے سے آشکار کیا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ بہت سے اولیاء کرام ایسے گزرے ہیں جنہیں زندگی میں کوئی پہچان نہ سکا اور بعد از وصال لوگوں پر ان کے درجات واضح ہوئے ہیں جیسے کہ حضرت ذوالنون مصریؒ کے درجات بعد از وصال لوگوں پر عیاں ہوئے۔ ان کے خطاب سے لوگوں میں پرسوز کیفیت طاری ہوگئی۔ محفل کا اختتام سلام و دعائیہ کلمات پر صبح 4 بجے ہوا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کی ملاقات قائد محترم کی ہمشیرہ اور ان کی دختران سے ہوئی جنہوں نے نہایت خوش دلی کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ قافلہ واپسی لاہور کے لئے 4:30 بجے جھنگ سے روانہ ہوا۔

قائدین کی تربیتی نشست اور ویمن لیگ کی تنظیم نو

مورخہ 22 اگست بروز جمعرات 2 بجے دن مرکزی قائدین و کارکنان سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ نے میٹنگ کی جس میں آپ نے شفیق قائد کی حیثیت سے تین نصیحتیں فرمائیں۔

ا۔مشن سے وفاداری ۲۔امانتداری ۳۔درگزر

تحریک منہاج القرآن کا کام اللہ تعالیٰ کے دین کا کام ہے۔ دین کی خدمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک توفیق ہے وہ جسے چاہتا ہے منتخب فرمالیتا ہے۔مشن کے کام کو صرف ایک جاب تصور نہ کریں بلکہ یہ آقا علیہ السلام کی طرف سے نوکری ہے۔اس لئے کسی بھی سطح پر آپ میں رعونت اور خیانت کا خیال بھی نہیں آنا چاہئے۔

۲۔امانتداری

ہر شخص اپنی ذمہ داری کو امانتداری و دیانتداری سے نبھائے۔ مالیات میں پیسہ اور رسیدیں بروقت جمع کروائے۔آفس ریکارڈ کو منظم کرے اور اپنے اوقات کار کا خیال رکھے۔

۳۔درگزر

آپ کو کسی کے فیصلہ سے اعتراض ہوسکتا ہے کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اس زیادتی کے نتیجے میں آپ مشن کے کام کو ترک کردیں تو اس سے مشن کو نقصان پہنچے گا کیونکہ آپ اس کے نوکر نہیں بلکہ آپ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے نوکر ہیں۔

ہر شخص کے کام کی سطح اور صلاحیت جدا جدا ہوتی ہے۔ نظام کو برقرار رکھنے کے لئے اچھی ایڈمنسٹریشن کا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر کوئی بھی شخص اپنی منزل کو نہیں پاسکتا۔اگر آپ کا ناظم آپ کو حکم دیتا ہے مگر اس کی کوئی بات آپ کی طبیعت پر شاق گزرے تو بدگمانی کی بجائے اور خود سے اجتہاد کرنے کی بجائے ناظم کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کریں۔

ویمن لیگ کی تنظیم نو

اس روز شام 7 بجے صفہ ہال میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی تنظیم نو ہوئی جس میں محترمہ راضیہ نوید کو بطور مرکزی ناظمہ، محترمہ عائشہ شبیر کو بطور ناظمہ تنظیمات محترمہ شازیہ مظہر (جہلم) کو بطور ناظمہ تربیت، محترمہ نازیہ مظہر (جہلم) بطور ناظمہ دعوت، محترمہ حنا امین (اسلام آباد) بطور ناظمہ MSM، محترمہ شاکرہ چوہدری بطور ناظمہ تربیت پارٹ ٹائم، محترمہ صدف اقبال بطور ناظمہ سوشل میڈیا کی ذمہ داری سونپی گئی۔

اس تقریب میں سابقہ ٹیم ممبران محترمہ نوشابہ ضیاء مرکزی ناظمہ، محترمہ ساجدہ صادق ناظمہ تنظیمات، محترمہ شاکرہ چوہدری ناظمہ MSM اور محترمہ گلشن ارشاد ناظمہ تربیت کے کام کو سراہا گیا اور آنے والی ٹیم کا خیر مقدم کیا گیا۔

تقریب خراج تحسین سابقہ ویمن لیگ

رپورٹ: نازیہ عبدالستار

سابقہ ویمن لیگ کی ٹیم کی کارکردگی ناقابل فراموش ہے۔ اس ٹیم کا دور ورکنگ کے اعتبار سے سنہری دور ہے۔ اس دور میں تحریک کو بڑی وسعت ملی ہے۔ اس ٹیم نے بڑے سے بڑے اور مشکل سے مشکل ہدف کو نہایت احسن انداز سے پورا کیا ہے۔ اس ٹیم کے درخشاں ممبرز جن میں سرفہرست محترمہ نوشابہ ضیاء کا نام آتا ہے جو کہ ناظمہ ٹیم تھیں۔ ان کی ٹیم نے بڑے عظیم کام سرانجام دیئے۔ انہوں نے تقریباً 2 سال کا عرصہ بطور مرکزی ناظمہ گزارا۔ ان کی ٹیم اور وہ خود اپنی ذاتی مصروفیات کے باوجود اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئیں۔

محترمہ ساجدہ صادق ناظمہ تنظیمات اور نائب ناظمہ تنظیمات نے نہ صرف اس ٹیم میں بلکہ سابقہ ٹیمز کے ساتھ بھی اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا لوہا منوایا تقریباً سوا پانچ سال کا عرصہ نہایت محنت و جانفشانی سے گزارا۔ ویمن لیگ کی تنظیمات کے نیٹ ورک کو نہ صرف وسعت دی بلکہ استحکام بھی دیا۔

ناظمہ MSM محترمہ شاکرہ چوہدری نے سٹوڈنٹ کی ٹیم کو متحرک کیا اور پورے پاکستان میں MSM کی تنظیمیں بنائیں، سکولز، کالجز، یونیورسٹیز میں ٹریننگ ورکشاپ کروائی۔ لاکھوں کی تعداد میں سٹوڈنٹ تحریک کو دیئے۔ محترمہ گلشن ارشاد ناظمہ تربیت نے معاشرہ کی اصلاح کے لئے اور خواتین کی روحانی، اخلاقی، فکری، تعلیمی اور تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے کے لئے ورکشاپ کا انعقاد کیا۔

اس ٹیم کی مجموعی کارکردگی نہایت شاندار رہی جس کے نتیجے میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ان کو تمغہ خدمت سے نوازا اور انفرادی طور پر تمام ممبران کو شیلڈ عنایت کیں۔ اس ٹیم کی سعی جمیلہ کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

مبارک بادی

منہاج القرآن ویمن لیگ کی نئی ٹیم محترمہ راضیہ نوید (مرکزی ناظمہ)، محترمہ عائشہ شبیر (ناظمہ تنظیمات) محترمہ شازیہ مظہر (ناظمہ تربیت)، محترمہ نازیہ مظہر (ناظمہ دعوت)، محترمہ حنا امین (ناظمہ MSM) محترمہ شاکرہ چوہدری (پارٹ ٹائم ناظمہ تربیت) محترمہ صدف اقبال (ناظمہ سوشل میڈیا) کو نئی ذمہ داریاں سنبھالنے پر ادارہ دختران اسلام کا مشاورتی وایڈیٹوریل بورڈ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے اور اللہ رب العزت سے دعا گو ہے کہ موجودہ ٹیم کو اپنی ذمہ داریاں خلوص نیت اور دلجمعی سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہیں مشن میں استقامت عطا فرمائے اور اس تحریک کے فیوض وثمرات سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ☆☆☆☆☆